تعجب ہے اس پر کہ جو مرنے والوں کو دیکھتا ہے اور پھر موت کو بھولے ہوئے ہے۔

(امام علیؑ، نہج البلاغہ)

احکام و حقوقِ اموات

تالیف:

مولانا سید رضی عباس ہمدانی

مرکزِ افکار اسلامی

اس کتاب سے استفادہ کی عام اجازت ہے۔

نام کتاب :احکام وحقوقِ اموات

تالیف :مولانا سید رضی عباس ہمدانی

ترتیب وتدوین :مولانا سید عقیل عباس نقوی

اشاعت اول :ذوالحجہ 1443ھ (جولائی 2022ء)

ناشر :مرکز افکار اسلامی

کتاب ملنے کا پتہ :جامعہ جعفریہ جنڈ، ضلع اٹک

ویب سائٹ: www.afkareislami.com

ای میل: afkareislami@yahoo.com

واٹس اپ نمبر: 03001731272

فہرست

مقدمہ	5
احکامِ میّت	9
حالتِ احتضار کے احکام	9
روح نکلنے کے بعد کے احکام	11
غسلِ میت	12
غسلِ میت کا طریقہ	13
حنوط کے احکام	14
کفن کے احکام	15
کفن پہنانے کا طریقہ	17
تشییع جنازہ	18
نماز میت کے احکام	19
نماز جنازہ کا طریقہ	20
مکمل نماز جنازہ	20
نماز جنازہ کی دو صورتیں	25
مختصر نماز جنازہ	25
تلقین میت	27
تلقین برای مرد	27
تلقین برای عورت	33

دفن کے احکام	38
غسل مسّ میت	43
نمازِ وحشت قبر	44
حقوقِ اموات	44
حالتِ احتضار	44
قبضِ روح سے سپرد قبر تک	48
واجبات کی ادائیگی	50
حقوقِ معنوی	51
حقوقِ والدین	52
نماز ہدیہ والدین	57
تلاوتِ قرآن	58
میت کی حسرت	60
اعمالِ خیر وطلبِ مغفرت	63
زیارتِ قبور	66
خاتمہ	69
دُعا	72

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی وَ آلِہِ الطَّاہِرِیْنَ۔

خالق نے حیات سے پہلے لفظِ موت کو لا کر ہمیں بہت کچھ سمجھا دیا اور موت و حیات کے مقصد کو آزمائش گاہ قرار دے کر عمل کی راہ کو روشن فرما دیا۔ ارشاد فرمایا:

﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ ھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ﴾

وہ جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں سے عمل کے اعتبار سے کون بہتر ہے۔[1]

اور آنے کے ساتھ جانے کی بھی خبر دے دی۔ ہزار کوئی چاہے کہ نہ جائے مگر بھیجنے والے کا اعلان ہے:

﴿اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ﴾۔

جہاں کہیں بھی تم ہو تم تک موت پہنچے گی، چاہے تم مضبوط قلعوں میں کیوں نہ ہو۔[2]

جب ہر حال میں پلٹ کر جانا ہی ہے تو کیوں نہ ایسے جائیں جیسے وہ چاہتا ہے۔

---

[1] سورۂ ملک، آیہ ۲:۔

[2] سورۂ النساء، آیہ ۷۸:۔

﴿يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ ﴿٣٠﴾﴾۔

اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف پلٹ آ اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہو۔ پھر میرے بندوں میں شامل ہوجا۔ اور میری جنت میں داخل ہوجا۔[۱]

اللہ کی دی ہوئی زندگی اللہ کی بتائی ہوئی راہوں پر گزارنا ہی کمالِ انسانی ہے۔ مگر کسی سے کوتاہی ہو جائے اور وہ اللہ کی مرضی کے بجائے اپنی مرضیاں کرتے ہوئے اس نعمتِ حیات کو ضائع کر بیٹھے تو وہ کریم میزبان اپنے مہمان کی بہتری کے لیے زندہ افراد کو کہتا ہے۔ مجھ سے اس کی سفارش کرو اور یُوں کہو:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِىْ وَ لِوَالِدَىَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾

اے ہمارے رب مجھے اور میرے والدین اور ایمان والوں کو بروز حساب مغفرت سے نواز۔[۲]

انسان جب ربّ کے بُلائے ہوئے مہمان کی تیاری کو دیکھتا ہے جسے حالتِ احتضار کہتے ہیں تو اس وقت سے لے کر قبر میں اُتارنے تک کی اُس کی ذمّہ داریاں احکامِ میّت کہلاتی ہیں اور سپردِ خاک کرنے کے بعد اُس سے حسنِ سلوک حقوقِ میّت

---

[۱] سورۃ الفجر، آیہ ۲۷:۔ ۳۰۔

[۲] سورۃ ابراہیم، آیہ ۴۱۔

کہلاتے ہیں۔خوش نصیب ہیں وہ نفوس جو اِن دونوں فریضوں کونبھاتے ہیں اور چلے جانے والوں کی یاد سے خود کو اپنا جانا یاد دلاتے ہیں۔ اسی منظر کی یاددہانی کو امیرالمومنین علیہ السلام سب سے بڑا واعظ قرار دیتے ہیں۔

فَكَفٰى وَاعِظًا بِمَوْتٰى عَايَنْتُمُوْهُمْ، حُمِلُوْا اِلٰى قُبُوْرِهِمْ غَيْرَ رَاكِبِيْنَ، وَ اُنْزِلُوْا فِيْهَا غَيْرَ نَازِلِيْنَ، فَكَاَنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا لِلدُّنْيَا عُمَّارًا، وَكَاَنَّ الْاٰخِرَةَ لَمْ تَزَلْ لَهُمْ دَارًا، اَوْحَشُوْا مَا كَانُوْا يُوْطِنُوْنَ، وَ اَوْطَنُوْا مَا كَانُوْا يُوْحِشُوْنَ، وَ اشْتَغَلُوْا بِمَا فَارَقُوْا، وَ اَضَاعُوْا مَا اِلَيْهِ انْتَقَلُوْا. لَا عَنْ قَبِيْحٍ يَسْتَطِيْعُوْنَ انْتِقَالًا، وَلَا فِيْ حَسَنٍ يَّسْتَطِيْعُوْنَ ازْدِيَادًا۔

تمہیں پندوعبرت دینے کیلئے وہی مرنے والے کافی ہیں کہ جنہیں تم دیکھتے رہے ہو، انہیں (کندھوں پر) لاد کر قبروں کی طرف لے جایا گیا، درآنحالیکہ وہ خودسوار نہیں ہوسکتے اور انہیں قبروں میں اتار دیا گیا جبکہ وہ خود اترنے پر قادر نہ تھے۔(یوں مٹ مٹا گئے کہ) گویا یہ کبھی دنیا میں بسے ہوئے تھے ہی نہیں اور گویا یہی آخرت (کا گھر) ان کا ہمیشہ سے گھر تھا۔ جسے وطن بنایا تھا اسے سنسان چھوڑ گئے اور جس سے وحشت کھایا کرتے تھے وہاں اب جا کر سکونت اختیار کرنا پڑی۔ ہمیشہ اسکا انتظام کیا جسے چھوڑنا تھا اور وہاں کی کوئی فکر نہیں کی جہاں جانا تھا۔ (اب) نہ تو برائیوں سے (توبہ کرکے) پلٹنا ان کے بس میں ہے اور نہ نیکیوں کو

بڑھانا ان کے اختیار میں ہے۔[1]

اس کتاب میں انہی دو ذمّہ داریوں کو بیان کیا گیا ہے کہ جان نکلنے کی حالت سے قبر پر مٹی ڈالنے تک کے مراحل میں کیا کرنا ہے اور دفن کے بعد میّت کے لیے کون سے کام لازمی اور بہتر ہیں اور اُنہیں کیسے انجام دینا ہے۔

خالقِ موت و حیات ہمیں موت کی حقیقت کو سمجھنے اور اس یقین پر یقین رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اُس مالک کی غلامی میں اور محمد و آل محمد علیہم السّلام کی سیرت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ زندگی میں جو غلطیاں اور کوتاہیاں ہوئیں ہیں، اُنہیں معاف فرمائے۔ ہمارے مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ ہمیں اپنے لیے اور اپنے مرحومین کے لیے نیک اعمال بجالانے اور صدقہ وخیرات ادا کرنے کا شرف عطا فرمائے۔ کریم اللہ ہماری اِس کوشش کو ہمارے والدین اور دیگر مرحومین کی مغفرت کا ذریعہ قرار دے۔

والسلام

سیّدرضی عباس ہمدانی

---

[1] [نہج البلاغہ، افکار، خطبہ ۱۸۶، ص ۵۲۹]

احکامِ میّت

دین اسلام نے جہاں زندگی گزارنے کے احکام ومسائل بیان فرمائے ہیں وہیں موت اوراس کے بعد کے احکام کی بھی وضاحت فرمائی ہے۔اس موضوع پر علماء نے مفصّل کتابیں لکھی ہیں اور مراجع کرام کی توضیحات میں بھی تفصیل درج ہے۔اس کتابچے میں ان احکام کومختصر اورآسان الفاظ میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اورآیۃ اللہ العظمیٰ سیّد علی سیستانی مدظلہ کے فتاویٰ کو مدّنظر رکھا گیا ہے۔

حالتِ احتضار کے احکام

کسی شخص پر جب موت کی حالت طاری ہوتی ہے اور جان دینے کے مراحل دکھائی دیتے ہیں تو اسے سکراتِ موت یا حالتِ احتضار کہتے ہیں اور وہ شخص محتضر کہلاتا ہے یہ وقت انسان کے لیے بہت مشکل ہوتا ہے۔زندگی میں اس وقت کو یاد رکھا جائے تو آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔محمد وآلِ محمد علیہم السّلام کی محبّت انسان کے دل اور عمل میں ہوتو اِس مشکل وقت میں کام آتی ہے۔امام جعفر صادق علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ والدین سے نیکی کرنا سکراتِ موت کوآسان کرتا ہے۔انسان کوزندگی میں اپنے گناہوں کو گننا چاہیے اور اللہ سے اُن کی توبہ کرنی چاہیے۔حقوقِ خُدا اور حقوقِ خلق فوراً ادا کرنے چاہیں۔اپنے مال میں سے خود راہِ خدا پر خرچ کر کے جانا چاہیے۔ایک ثلث کی وصیت کرنی چاہیے۔دوسرے افراد سے حلال کرانا چاہیے۔انسان کوگھر میں نماز کی ادائیگی کے لیے ایک جگہ معیّن کرلینی چاہیے اور اگر سکراتِ موت کی سختی کا سامنا ہوتو ورثاء اُس شخص کونماز کی اُس جگہ پر لے جائیں یہ مستحب ہے۔

☆ جو مومن حالت احتضار میں ہو خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا، مرد ہو یا عورت اسے پُشت کے بل یُوں لٹایا جائے کہ اُس کے پاؤں کے تلوے قبلہ رُخ ہوں۔ مرنے کے بعد غسل دینے تک اُسے اِسی حالت میں رکھا جائے۔

☆ مستحب ہے کہ محتضر کے سامنے کلمہ اور بارہ اماموں کے نام دُہرائے جائیں اور کوشش کی جائے کہ وہ اُنہیں سمجھ سکے۔ اس کی موت کے وقت تک ان چیزوں کو دُہراتے رہنا مستحب ہے۔

☆ مستحب ہے کہ محتضر کو درج ذیل دُعا اس طرح سنائی جائے کہ وہ اسے سمجھ سکے۔ اور اگر دُہرا سکے تو کوشش کرے اور اگر ترجمہ کیا جائے تو شاید بہتر سمجھ سکے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیَ الْکَثِیْرَ مِنْ مَعَاصِیْکَ وَ اِقْبَلْ مِنِّیْ الْیَسِیْرَ مِنْ طَاعَتِکَ یَا مَنْ یَّقْبَلُ الْیَسِیْرَ وَ یَعْفُوْ عَنِ الْکَثِیْرِ اِقْبَلْ مِنِّیْ الْیَسِیْرَ وَ اعْفُ عَنِّیْ الْکَثِیْرَ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَفُوُّ الْغَفُوْرُ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ فَاِنَّکَ رَحِیْمٌ۔

اے میرے معبود! میں نے تیرے جو بہت سے گناہ کئے ہیں وہ معاف فرما دے اور میں نے جو تھوڑی سی اطاعت کی ہے وہ قبول فرما لے۔ اسے وہ جو تھوڑی سی چیز قبول کر لیتا ہے اور بہت سی معاف کر دیتا ہے مجھ سے تھوڑی سی (اچھائی) قبول کر لے اور بہت سے (گناہ) معاف کر دے۔ یقیناً توں بخشنے اور معاف کرنے والا ہے۔ اے میرے معبود! مجھ پر رحم فرما تو

یقیناً رحم کرنے والا ہے۔

☆ محتضر کے سرہانے سورۂ یٰسین، سورۂ صافات، آیۃ الکرسی، سورۂ اعراف کی آیت نمبر ۵۴ اور سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات پڑھنا مستحب ہے۔ قرآنِ مجید جتنا پڑھا جا سکے پڑھے، دُعائے عدیلہ پڑھے۔ محتضر کو توبہ واستغفار کرنے کی ہمت دلائے۔

☆ محتضر کو تنہا چھوڑنا، اس کے پاس زیادہ باتیں کرنا، رونا اور صرف عورتوں کو اس کے پاس چھوڑنا مکروہ ہے۔

روح نکلنے کے بعد کے احکام

☆ مستحب ہے کہ میّت کی آنکھیں اور منہ بند کر دیا جائے۔

☆ دونوں ہاتھ دونوں پہلوؤں کے ساتھ پھیلا دیئے جائیں اور ٹھوڑی کو تحت الحنک کی طرح باندھ دیا جائے۔

☆ پیروں کو باہم ملا دیا جائے۔

☆ میّت کو تنہا نہ چھوڑا جائے۔

☆ میّت کے پاس حائض اور مجنب افراد نہ رہیں۔

☆ میّت کو غیر ضروری ہاتھ نہ لگایا جائے کیونکہ اس سے میّت کو تکلیف ہوتی ہے۔

☆ میّت کو کسی چادر سے ڈھانپ دیا جائے۔

☆ میّت کے احترام میں وہاں چراغ روشن کیا جائے۔

☆ زیادہ سے زیادہ تلاوتِ قرآن کی جائے۔

☆ غسل وکفن اور دفن میں جلدی کی جائے۔ روایت میں ہے کہ اگر کسی کا انتقال دن میں ہو جائے تو رات کا انتظار نہ کیا جائے اور اگر کسی کا انتقال رات میں ہو جائے تو دن

کا انتظار نہ کیا جائے البتہ کسی شدید مجبوری کی بناء پر کچھ تاخیر کی جاسکتی ہے۔
☆ میّت کے عزیز واقارب اور دوست واحباب کو انتقال کی خبر دی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ افراد شریک جنازہ ہوسکیں اور دُعائے مغفرت کرسکیں۔

غسلِ میت

موت کے بعد سب سے پہلا واجب غسلِ میّت ہے۔ ہر مسلمان خواہ شیعہ اثنا عشری نہ بھی ہو اُس کا غسل، حنوط، کفن، نمازِ جنازہ اور دفن واجبِ کفائی ہے۔ خود ولی انجام دے یا کوئی دوسرا آدمی اُسے انجام دے تو واجب ادا ہوجائے گا۔

میت کو غسل دینے کا بہت اجر وثواب ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو کوئی میّت کو غسل دیتا ہے اللہ سبحانہ اس کے لیے فرماتا ہے کہ میں اس شخص کے گناہوں کو یُوں دھودیتا ہُوں جس طرح یہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

مومنین ومومنات کو چاہیے کہ غسل دینے کے احکام سیکھیں۔ عملی طور پر غسل دینا سیکھیں اور میّت کے غسل میں ثواب سمجھ کر بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں۔ اس لیے کہ اگر غسل، کفن، جنازہ یا دفن کے بعد معلوم ہو کہ یہ اعمال غلط طریقے سے انجام دیے گئے ہیں تو ان کو دوبارہ بجالانا ہوگا۔ البتہ غلط ہونے کے گمان یا شک ہونے کی صورت میں دوبارہ انجام نہیں دیا جائے گا۔ احتیاط واجب ہے کہ شیعہ کو شیعہ غسل دے۔ اگر میّت غسل، کفن، دفن اور جنازے کے لیے کسی خاص شخص کو وصیّت کر گیا ہو اور وہ شخص وصیّت کو قبول کرچکا ہو تو ضروری ہے کہ اُس وصیت پر عمل کرے۔

میت کو جلد غسل دے دینا چاہیے۔

چار مہینے کے سقط شدہ بچے کو غسل دینا واجب ہے بلکہ اگر بچہ چار مہینے کا نہ ہو مگر اُس

کا بدن مکمل بن چکا ہو تو بھی احتیاط واجب کی بنا پر غسل دینا چاہیے۔ چار ماہ سے کم مدت کے سقط ہونے والے بچے کو غسل نہیں دیا جائے گا بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے گا۔

مرد مرد کو اور عورت عورت کو غسل دے۔ میّت کی شرمگاہ کے علاوہ جسم برہنہ رکھنا جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ کپڑے کے نیچے سے غسل دیا جائے۔

اگر میّت کے بدن کے کسی حصّے پر نجاست ہو تو ضروری ہے کہ غسل سے پہلے نجاست کو دور کر لیا جائے۔

غسلِ میت کا طریقہ

☆ میت کو درج ذیل ترتیب سے تین غسل دینا واجب ہے:

پہلا غسل بیری کے پتوں ملے پانی سے۔

دوسرا غسل کافور ملے پانی سے۔

تیسرا غسل خالص یعنی بغیر کسی ملاوٹ کے پانی سے۔

ضروری ہے کہ بیری کے پتے اور کافور اتنا زیادہ نہ ہو کہ پانی کا رنگ یا بو یا ذائقہ بدل جائے اور نہ اتنا کم ہو کہ کہا ہی نہ جاسکے کہ بیری کے پتے یا کافور اس پانی میں ملے ہوئے ہیں۔

☆ غسل کے وقت میت کو یوں لٹایا جائے کہ اُس کے پاؤں قبلہ کی سمت ہُوں۔

☆ غسل قُرْبَةً اِلَی اللّٰہِ کی نیت سے دیا جائے۔

☆ میّت کا لباس اگر آسانی سے اُتارا جاسکے تو اُتار لیں ورنہ وارث کی اجازت سے کاٹ کر اُتاریں۔

☆غسل میں تین پانیوں کی ترتیب بھی ضروری ہے۔ بدن کے دھونے میں بھی ترتیب ضروری ہے یعنی پہلے سر پھر دایاں حصّہ اور پھر بایاں حصّہ دھویا جائے۔ بدن کا کوئی حصہ خشک نہ رہنے پائے۔

مستحب ہے کہ میت کو غسل دینے والا شخص اور اس کی مدد کرنے والا باوضو ہو۔ میت کی دائیں جانب کھڑا ہو۔ غسل کے دوران ذکرِ خُدا کرتا رہے بہتر ہے کہ یہ کہتا رہے۔ یَا رَبِّ عَفْوَکَ عَفْوَکَ۔

تینوں غسلوں سے پہلے کہنیوں تک ہاتھ دھوئے۔

میت کے سر، بغل یا زیرِ ناف بال کاٹنا یا ناخن کاٹنا مکروہ ہے۔ کنگھی کرنا بھی مکروہ ہے۔ گرم پانی سے غسل دینا بھی مکروہ ہے۔

حنوط کے احکام

غسل دینے کے بعد واجب ہے کہ میت کو حنوط کیا جائے یعنی میت کے سجدے کے سات اعضاء یعنی پیشانی، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کے دونوں انگوٹھوں پر کافور اس طرح مَلا جائے کہ وہ ان پر باقی رہے۔

احتیاط مستحب ہے کہ کافور پہلے میت کی پیشانی پر مَلا جائے پھر دوسرے اعضاء پر مَلا جائے اور ان میں ترتیب ضروری نہیں۔

مستحب ہے کہ کچھ کافور میت کی ناک پر بھی لگایا جائے۔

کافور پسا ہوا اور تازہ ہونا چاہیے۔ میت کو کافور کے علاوہ دوسری خوشبوئیں نہ لگائی جائیں۔ مستحب ہے کہ خاکِ شفا کی تھوڑی سی مقدار کافور میں ملا لی جائے۔

کفن کے احکام

چار مہینے کے سقط ہونے والے بچے سے کفن کا وجوب شروع ہوتا ہے اوراس کے بعد ہر عمر کے افراد کے لیے لازم ہے۔ مستحب ہے کہ میت کو عمدہ کفن پہنایا جائے۔ کفن سفید کپڑے کا ہو۔ کفن کی سلائی نہ کی جائے۔ کفن کو قینچی سے کاٹنا اور اُس میں کوئی خوشبو لگانا مکروہ ہے۔ کفن میت کے اصل مال سے لیا جائے۔ کفن غصبی نہ ہو۔ اگر غصبی کفن پہنا دیا گیا ہو تو دفن کے بعد بھی اُسے اُتارنا لازم ہے۔ کفن نجس نہ ہو۔ اگر کفن پہنانے کے بعد نجس ہو جائے تو اُس کا وہ حصّہ دھو لیا جائے یا کاٹ کر الگ کر دیا جائے اُسے بدلنا ضروری نہیں۔

میت خواہ مرد کی ہو یا عورت کی دونوں کے لئے واجب کفن تین اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۱) چادر جس کی لمبائی اتنی ہو کہ پورے بدن کو ڈھانپ لے اور میت کے پاؤں اور سر کی طرف سے گرہ دے کر باندھا جا سکے۔ چوڑائی اتنی ہو کہ ایک طرف دوسری طرف کے اوپر آجائے۔

(۲) کرتہ جو کندھوں سے پنڈلیوں تک پہنچ جائے۔

(۳) لنگی جو ناف سے گھٹنوں تک بدن کے اطراف کو گھیر لے اور بہتر ہے کہ سینے سے پاؤں تک کو گھیر لے۔

ان تین کپڑوں کے علاوہ کچھ کپڑے مستحب ہیں۔

مرد میت کے لیے عمامہ جو بہتر ہے اتنا ہو کہ جس کو سر پر لپیٹنے کے بعد دونوں طرف تحت الحنک بن سکے۔ دوسرے ران پیچ جو چوڑائی میں ایک بالشت اور لمبائی

میں اتنا ہو جو دونوں رانوں کو ڈھانپ لے۔ تیسرے کمر بند جس سے میت کے وسط کو باندھا جاتا ہے اور چوتھے بند کف، جن سے کفن کے دونوں سِروں اور وسط کو باندھا جاتا ہے۔ ایک دوسری بڑی چادر بھی مستحب ہے جو تمام بدن کو لپیٹ لے۔

میت اگر عورت کی ہے تو عمامہ کے بجائے مقنعہ مستحب ہے جو سر اور بالوں کو لپیٹ لے اور اسی طرح ایک سینہ بند مستحب ہے جس سے سینے کو باندھا جاتا ہے۔ بعض کتابوں میں اوڑھنی کا بھی ذکر ہوا ہے۔ میت کی شرمگاہ پر کافی مقدار میں روئی رکھنا بھی مستحب ہے۔

انسان کے لئے اپنی تندرست زندگی میں کفن، بیری کے پتے اور کافور کا تیار رکھنا مستحب ہے۔ مستحب ہے کہ کفن پر میت اور اُس کے باپ کا نام لکھ کر خاکِ شفا سے یہ دُعا لکھی جائے۔

یَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ وَ اَنَّ عَلِیًّا وَّالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ و عَلِیًّا وَّ مُحَمَّدًا وَّ جَعْفَرًا وَّ مُوْسٰی وَعَلِیًّا وَّ مُحَمَّدًا وَّ عَلِیًّا وَّ الْحَسَنَ وَالْحُجَّةَ الْقَآئِمَ علیہم السلام اَوْلِیَاءُ اللّٰهِ وَ اَوْصِیَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ اَئِمَّتِیْ وَ اَنَّ الْبَعْثَ وَالثَّوَابَ وَالْعِقَابَ حَقٌّ۔

دُعائے جوشن کبیر کا کفن پر لکھنا بھی مستحب ہے۔

مستحب ہے کہ میت کے ساتھ کفن میں کھجور یا بیری یا کسی درخت کی دو تازہ تقریبًا دو فٹ کی شاخیں رکھی جائے۔

کفن پہنانے کا طریقہ

کفن کے واجب و مستحب کپڑوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ ان کپڑوں میں سے واجب و مستحب کپڑوں کو کسی چار پائی وغیرہ پر ترتیب سے بچھایا جائے گا۔ سب سے پہلے کمر بند اور بند کفن رکھے جائیں گے۔ مستحب چادر بچھائی جائے گی اگر رکھنی ہے۔ اُس کے اوپر واجب چادر رکھی جائے گی اُس کے اوپر کفنی کا گریبان بنا کر آدھا حصہ چادر کے اوپر رکھا جائے گا اور باقی حصہ سر کی طرف اکٹھا کر دیا جائے گا۔ پھر ناف کی جگہ سے پنڈلیوں تک لنگ بچھا دی جائے گی۔ پھر ران پیچ رکھا جائے گا۔ ران پیچ کا ایک سِرا درمیان سے پھاڑ کر پھٹا ہوا حصہ وہاں رکھیں جہاں میت کی کمر ہو اور اُس کا دوسرا حصہ ٹانگوں والی طرف نیچے رکھ لیں۔ عمامہ و مقنعہ کا کپڑا ابھی اپنی جگہ پر رکھ دیں۔

میت کو غسل کے بعد اس ترتیب سے رکھے کپڑوں پر لٹائیں۔ اُسے حنوط کریں۔ شرمگاہ پر روئی رکھیں۔ ران پیچ کے ٹکڑوں کو کمر کے دونوں طرف سے نکال کر گرہ لگائیں اور ران پیچ کا دوسرا سِرا دونوں ٹانگوں کے درمیان سے اوپر نکالیں۔ روئی شرمگاہ سے الگ نہ ہو اور یُوں یہ حصّہ لنگوٹ کی صورت میں بندھ جائے گا۔ ران پیچ کے باقی حصّے کو رانوں کے گرد لپیٹ دیں۔

کپڑوں کے بچھانے کی ترتیب سے اب اُنہیں لپیٹتے جائیں واجب چادر کے لپیٹنے سے پہلے چہرے کے قریب خاکِ شفا رکھ دیں اور پہلوؤں میں جریدتین رکھ دیں۔ اب چادر اوڑھ دیں اور اگر مستحب چادر بچھائی تھی تو اُسے اوڑھ دیں۔ اب کمر بند اور بند کفن باندھ دیں۔

کفن پہناتے وقت بھی زور زور سے باتیں کرنے کے بجائے ذکرِ خُدا اور میت

کے لیے طلبِ استغفار کرتے رہنا چاہیے۔ لازم ہے کہ ان کاموں کو انجام دینے والا شخص شرعی مسائل سے آگاہ ہو اور عملی طور پر بھی غسل و کفن کے احکام کا پہلے تجربہ کر لے۔

آج کل احکام میت سکھانے کے لیے عموماً تجربے کے لیے ورکشاپس رکھی جاتی ہیں۔ اس لیے ایسے پروگرام کا انعقاد کر کے یہ احکام وقت سے جان لئے جائیں۔

تشییع جنازہ

غسل و کفن کے بعد نماز میت ایسی جگہ ادا کی جائے جہاں زیادہ سے زیادہ لوگ شرکت کر سکیں۔ عموماً قبرستان کے ساتھ جنازہ گاہیں بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ میت کو جنازہ گاہ تک اور وہاں سے قبر تک پہنچانے کے لیے ساتھ چلنا تشییع جنازہ کہلاتا ہے۔

احادیث میں جنازے کے ساتھ چلنا اور میت کے تابوت یا چارپائی کو چاروں طرف سے کندھا دینے اور اٹھانے کا بہت ثواب بیان ہوا ہے۔ تشییع جنازہ کے ہر قدم پر ہزار نیکیوں کے لکھے جانے کا ذکر ہے۔

تابوت کے اگلے حصّہ کو دائیں کندھے پر اُٹھایا جائے پھر پچھلے حصے کو دائیں کندھے پر اُٹھایا جائے پھر پیچھے سے بائیں کندھے پر اُٹھایا جائے اور پھر اگلے حصے کو بائیں کندھے پر اُٹھایا جائے۔ تشییع جنازہ کے وقت دُعا و استغفار کے علاوہ کوئی دُنیاوی بات نہ کی جائے۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کو پڑھتا رہے۔ میت کو لے کر آہستہ آہستہ چلا جائے۔

نماز میت کے احکام

چھ سال کے بچے اور اس کے بعد ہر عمر کے مسلمان میت کے لیے نماز میت پڑھنا واجب ہے۔ جو بچہ چھ سال کا نہ ہو لیکن نماز کو جانتا ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر اُس کی نماز پڑھنی چاہیے اور اگر وہ نماز سے واقف نہ ہو تو قُرْبَۃً اِلَی اللّٰہِ کی نیت یعنی رجاء کی نیت سے نماز پڑھی جا سکتی ہیں۔

وہ بچہ جو مردہ پیدا ہوا ہو اُس کی نماز پڑھنا مستحب نہیں ہے۔ نماز میت پڑھنے کے لیے وضو، غسل یا تیمم ضروری نہیں۔ جس شخص پر غسل مس میت واجب ہے وہ غسل کے بغیر نماز میت پڑھ سکتا ہے۔ اور اس کا بدن اور لباس پاک ہونا بھی لازمی نہیں اگرچہ بہتر یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کا لحاظ رکھا جائے جو دوسری نمازوں میں لازمی ہے۔

نماز جنازہ ننگے پاؤں پڑھنا مستحب ہے۔ نماز جنازہ پڑھانے والا وارث سے اجازت لے۔ مستحب ہے کہ ہر تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے تکبیر کہے۔ نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا مکروہ ہے۔

میت مرد ہے تو پیش نماز اُس کے پیٹ کے سامنے کھڑا ہو اور میت عورت کی ہے تو سینے کے سامنے کھڑا ہو۔ نماز جنازہ میں خواتین بھی شرکت کر سکتی ہیں۔ نماز جنازہ پڑھاتے وقت امام میت کے قریب کھڑا ہو اور جماعت کی صفیں آپس میں متصل ہونی چاہیں۔ میت اگر تابوت میں ہے تو اُسے باہر نکال کر نماز پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ نماز میت کئی دفعہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ بعض اسے مکروہ کہتے ہیں۔

دفن کے بعد پتا چلے کہ جو نماز پڑھی گئی وہ باطل تھی تو دوبارہ نماز پڑھنے کے لئے

قبر کھولنا جائز نہیں۔ بلکہ رجاء کی نیت سے اس کی قبر پر نماز پڑھ لی جائے گی۔

نماز جنازہ کا طریقہ

نماز جنازہ جماعت کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے۔نماز جنازہ پڑھانے والا نماز سے پہلے تین مرتبہ بلند آواز سے الصلوٰۃ کہے۔امام جماعت نیت کرے گا کہ اس حاضر میت پر نماز پڑھتا ہوں واجب قُربَۃً اِلَی اللّٰہِ اور پیچھے کھڑے ہوئے افراد نیت کریں گے کہ نماز پڑھتا ہوں اس حاضر میت پر ساتھ پیش نماز کے واجب قُربَۃً اِلَی اللّٰہِ۔پیش نماز اللہ اکبر کہہ کر دُعائیں بلند آواز سے پڑھے گا اور مقتدی کے لیے بھی لازمی ہے کہ وہ بھی ساتھ ساتھ دُعائیں پڑھے۔

مومنین ومومنات کوشش کریں کہ مکمل نماز جنازہ یاد کرلیں تاکہ صحیح طریقے پر نماز پڑھ سکیں۔

نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں ہیں اور پہلی چار تکبیروں میں ہر تکبیر کے بعد ایک دُعا پڑھی جائے گی اور پانچویں تکبیر پر نماز مکمل ہو جائے گی۔

مکمل نماز جنازہ

میت کو غسل، حنوط اور کفن دینے کے بعد اس پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے جس کی پانچ تکبیریں ہوتی ہیں۔

قابل توجہ:

میت کے غسل، حنوط، کفن، نماز جنازہ اور پھر دفن جیسے تمام امور واجب کفائی ہیں۔یعنی ابتدا میں یہ امور تمام مسلمانوں پر واجب ہیں لیکن اگر کچھ مسلمان ان امور کی

انجام دہی میں مصروف ہوجائیں تو باقی افراد ان کی ادائیگی سے بری الذمہ ہوجاتے ہیں۔

فرادیٰ نماز جنازہ کیلئے یوں نیت کرے : نماز جنازہ پڑھتا ہوں اس حاضر میّت پر واجب قُرْبَۃً اِلَی اللہ۔

باجماعت پڑھ رہا ہوتو یوں نیت کرے :

نماز جنازہ پڑھتا ہوں اس حاضر میّت پر پیچھے اس پیش نماز کے واجب قُرْبَۃً اِلَی اللہِ۔

پھر پہلی تکبیر کہے اور یہ پڑھے :

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی
وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ،	معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں
وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ،	اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔
اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ	جنہیں اس نے برحق مبعوث فرمایا جو خوشخبری دینے والے اور قیامت کے دن سے ڈرانے والے ہیں۔

پھر دوسری تکبیر کہے اور یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ، وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ	پروردگار! درود وسلام نازل فرما محمدؐ و آل محمدؐ پر اور برکت نازل فرما محمدؐ

وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ ارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَاَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ. اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَ صَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَجَمِيْعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ

وآل محمدؑ پراور رحمت نازل فرما محمدؐ و آل محمدؐ پر، جیسا کہ تونے اپنا بہترین درود اور برکت اور رحمت نازل فرمائی حضرت ابراہیم اوران کی آلؑ پر، بیشک تو لائقِ مجد وتعریف ہے اور (خدایا!) تو رحمت نازل فرما اپنے تمام انبیاء ومرسلینؑ پر اورشہداء، سچوں اوراپنے تمام نیک و صالح بندوں پر۔

پھر تیسری تکبیر کہے اور یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ، اَلْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ، تَابِعِ اللّٰهُمَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ بِالْخَيْرَاتِ، اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعْوَاتِ، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

خدایا! تمام مومنین ومومنات اور مسلمین اور مسلمات کو بخش دے! ان کو بھی جو ابھی زندہ ہیں اور جو فوت ہو گئے ہیں، خدایا! ہمارے اور ان کے درمیان نیکیوں کے ساتھ متابعت فرما! بیشک تو دُعاؤں کا قبول کرنے والا اور بیشک تو ہر شے پر قادر ہے۔

پھر چوتھی تکبیر کہے اور (مرد کیلئے یہ پڑھے):

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ	خدایا! بیشک یہ (مرحوم) تیرا بندہ ہے، تیرے بندے اور تیری کنیز کا بیٹا ہے
نَزَلَ بِكَ وَ اَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ	یہ تیرا مہمان بنا ہے اور تو بہترین میزبان ہے،
اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَيْرًا	پروردگار! ہم اس (مرحوم) کے بارے میں سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں جانتے
وَّ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا اَللّٰھُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْٓ اِحْسَانِهٖ	اور تو اس کے بارے میں ہم سے بہتر جانتا ہے، خدایا! اگر یہ نیکوکار ہے تو اس کی نیکیوں میں مزید اضافہ فرمادے
وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ	اور اگر یہ گنہگار ہے تو اس سے در گزر فرمادے۔
وَاحْشُرْهُ مَعَ النَّبِيِّ وَالْاَئِمَّةِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الْمَعْصُوْمِيْنَ۔	(پروردگار) اسے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ طاہرین ؑ کے ساتھ محشور فرمادے!

(عورت کیلئے) کہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِهٖ اَمَتُكَ وَابْنَةُ عَبْدِكَ وَابْنَةُ اَمَتِكَ	خدایا! بیشک یہ (مرحومہ) تیری کنیز ہے، تیرے بندے کی بیٹی ہے، تیری کنیز کی بیٹی ہے۔
نَزَلَتْ بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ	یہ تیری مہمان بنی ہے اور تو بہترین میزبان ہے

اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهَا اِلَّا خَيْرًا	پروردگار! ہم اس (مرحومہ) کے بارے میں سوائے نیکی کے اور کچھ نہیں جانتے
وَّاَنْتَ اَعْلَمُ بِهَا مِنَّا. اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ مُحْسِنَةً	اور تو اس کے بارے میں ہم سے بہتر جانتا ہے، خدایا! اگر یہ نیکوکار ہے
فَزِدْ فِيْٓ اِحْسَانِهَا وَ اِنْ كَانَتْ مُسِيْئَةً فَتَجَاوَزْ عَنْهَا	تو اس کی نیکیوں میں مزید اضافہ فرمادے اور اگر یہ گنہگار ہے تو اس سے درگذر فرمادے۔
وَاحْشُرْهَا مَعَ النَّبِيِّ وَالْاَئِمَّةِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الْمَعْصُوْمِيْنَ۔	(پروردگار) اسے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ طاہرینؑ کے ساتھ محشور فرمادے!

(بچے کیلئے) کہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِاَبَوَيْهِ وَلَنَا سَلَفًا وَّ فَرَطًا وَّ اَجْرًا	اے معبود! اس بچے کو اپنے والدین اور ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنیوالا اور اجر کا باعث بنادے۔

(بچی کیلئے) کہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لِاَبَوَيْهَا وَلَنَا سَلَفًا وَّ فَرَطًا وَّ اَجْرًا	اے معبود! اس بچی کو اپنے والدین اور ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنیوالی اور اجر کی باعث بنادے۔

اور پھر پانچویں تکبیر کہنے کے بعد نماز ختم کردے۔

نماز جنازہ کی دوصورتیں:

نماز جنازہ دوطرح سے پڑھی جاسکتی ہے۔ایک مفصل جواوپر نقل کی گئی ہے اور دوسرے مختصر۔نماز جنازہ انسان خواہ فرادیٰ (بغیر جماعت کے) پڑھ رہا ہو یا کسی کی اقتدا میں ادا کر رہا ہو، دونوں صورتوں میں وہ خود اس کو پڑھنے کا پابند ہے۔ پس جماعت میں امام صاحب کے پیچھے خاموش کھڑے رہنے سے نماز جنازہ ادا نہیں ہوتی ہے۔

ہم اس کتاب میں مومنین کے استفادہ کیلئے مختصر نماز جنازہ بھی نقل کررہے ہیں۔

مختصر نماز جنازہ:

نماز جنازہ کی نیت (فرادیٰ کی صورت میں):

نماز جنازہ پڑھتا ہوں اس حاضر میت پر واجب قُربَۃً اِلَی اللہِ اور

(جماعت کی صورت میں):

نمازِ جنازہ پڑھتا ہوں اس حاضر میت پر، اس پیش نماز کی اقتدا میں واجب قُربَۃً اِلَی اللہِ ۔

اس کے بعد

پہلی تکبیر کہے اور یہ پڑھے:

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

پھر دوسری تکبیر کہے اور یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ — خدایا! محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما!

پھر تیسری تکبیر کہے اور یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ — خدایا! تمام مومنین ومومنات کی مغفرت فرمادے!

پھر چوتھی تکبیر کہے اور اس کے بعد:

میت مرد ہو تو یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذَا الْمَيِّتِ — خدایا! اس میت کی مغفرت فرمادے!

اور اگر میت عورت ہو تو یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذِهِ الْمَيِّتَةِ — اس میت کی مغفرت فرمادے! اخدایا

اور پھر پانچویں تکبیر کہنے پر نماز جنازہ اختتام پذیر ہوجاتی ہے۔

نماز میت سے فارغ ہو کر سب کہیں:

﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

سنت ہے کہ جب تک میت کو اُٹھایا نہ جائے یا تابوت کو تھوڑا سا ہلایا نہ جائے نماز گزار اپنی جگہ پر کھڑے رہیں۔

تلقین میت:

مکتب اہل بیت میں میت کو قبر میں لٹا کر اور پھر دفن کرنے کے بعد اس کی قبر پر تلقین پڑھنا مستحب عمل ہے۔ تلقین میں دراصل میت کو عقائد حقہ کی یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ یہ تلقین جہاں میت کیلئے رحمت و مغفرت کی راہ ہموار کرتی ہے وہاں قبر پر موجود دیگر مومنین کی معرفت میں بھی اضافے کا سبب ہے۔ ہم نے اس کتاب میں تلقین کو ترجمہ کے ساتھ پیش کیا ہے تا کہ تمام مومنین اس کے معانی سے مستفید ہوں۔

جب میّت کو قبر میں اتاریں تو ایک مومن ننگے سر اور ننگے پاؤں کفن کے کپڑوں کی تمام گرہیں کھول کر اپنے ہاتھوں کو ایک دوسرے پر قینچی کی طرح رکھ کر اپنے داہنے ہاتھ سے میّت کا داہنا شانہ اور اپنے بائیں ہاتھ سے میّت کا بایاں شانہ تھام کر آہستگی سے ہلائے اور کوئی مومن حسب ذیل تلقین پڑھے۔ اگر میّت عورت ہو تو اس کا کوئی محرم قبر میں اترے۔

تلقین برائے مرد

اِسۡمَعۡ اِفۡهَمۡ اِسۡمَعۡ اِفۡهَمۡ اِسۡمَعۡ اِفۡهَمۡ	خوب غور سے سنو! خوب غور سے سنو! خوب غور سے سنو!
يَا (مرحوم کا اور اس کے والد کا نام لے) هَلۡ اَنۡتَ عَلَى	اے (یہاں مرحوم اور اس کے والد کا نام لے) کیا تو اپنے اس
الۡعَهۡدِ الَّذِىۡ فَارَقۡتَنَا عَلَيۡهِ مِنۡ شَهَادَةِ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	عہد پر قائم ہے جس پر تو نے ہم سے جدائی اختیار کی اور وہ اس امر کی گواہی کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں،

وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا

وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی گواہی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سَيِّدُ النَّبِيِّيْنَ وَخَاتَمُ الْمُرْسَلِيْنَ وَ

اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور تمام انبیاء کے سردار اور آخری نبی ہیں اور

اَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَيِّدُ الْوَصِيِّيْنَ وَاِمَامٌ افْتَرَضَ اللّٰهُ

حضرت علیؑ تمام مومنوں کے حاکم، تمام اوصیاء کے سردار اور ایسے (برحق) امام ہیں جن کی اطاعت

طَاعَتَهٗ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ وَاَنَّ الْحَسَنَ

کو اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کے لئے واجب قرار دیا ہے اور یہ گواہی کہ حضرت امام حسنؑ

وَالْحُسَيْنَ وَعَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ وَمُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَّجَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَّمُوْسَى بْنَ جَعْفَرٍ وَّعَلِيَّ بْنَ مُوْسٰى وَمُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَّعَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ

اور حضرت امام حسینؑ، حضرت امام زین العابدینؑ، حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادقؑ، حضرت امام موسیٰ کاظمؑ، حضرت امام علی رضاؑ، حضرت امام محمد تقیؑ، حضرت امام علی نقیؑ،

وَّالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَّالْقَآئِمَ الْحُجَّةَ الْمَهْدِيَّ

حضرت امام حسن عسکریؑ اور قائمِ آلِ محمد حضرت امام زمانہ عجل

صَلَوٰتُ اللّٰہِ عَلَیۡھِمۡ اَئِمَّۃُ
الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ حُجَجُ اللّٰہِ
عَلَی الۡخَلۡقِ اَجۡمَعِیۡنَ وَ اَئِمَّتُكَ
اَئِمَّۃُ ھُدًی اَبۡرَارٌ
یَا (مرحوم کااوراس کے والد کا نام
لے) اِذَا اَتَاكَ الۡمَلَكَانِ
الۡمُقَرَّبَانِ رَسُوۡلَیۡنِ مِنۡ
عِنۡدِاللّٰہِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی
وَ سَئَلَاكَ عَنۡ رَّبِّكَ وَ عَنۡ
نَّبِیِّكَ وَعَنۡ دِیۡنِكَ
وَ عَنۡ كِتَابِكَ وَعَنۡ قِبۡلَتِكَ وَ
عَنۡ اَئِمَّتِكَ

(کہ اللہ کی رحمتیں ان پر نازل ہوں) جو
تمام مومنین کے امام اور اللہ کی تمام مخلوق
پراس کی حجت ہیں، وہ تمہارے
ہدایت یافتہ اور نیکوکار سچے امام ہیں
اے (یہاں مرحوم اوراس کے والد کا
نام لے) جب تمہارے پاس
اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارسال کردہ دو
مقرب فرشتے آئیں
اور تم سے تمہارے پروردگار،
تمہارے نبی، تمہارے دین،
تمہاری کتاب، تمہارے قبلہ اور
تمہارے اماموں کے بارے میں سوال
کریں تو

فَلَا تَخَفۡ وَ لَا تَحۡزَنۡ وَ قُلۡ فِیۡ
جَوَابِهِمَا
اَللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ رَبِّیۡ وَ مُحَمَّدٌ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ
نَبِیِّیۡ وَ الۡاِسۡلَامُ دِیۡنِیۡ وَالۡقُرۡاٰنُ
كِتَابِیۡ وَ الۡكَعۡبَۃُ قِبۡلَتِیۡ

ڈرنے یا خوف کھانے کی کوئی ضرورت
نہیں بلکہ تم ان دونوں کو یہ جواب دو کہ
اللہ جل جلالہ میرا پروردگار ہے،
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میرے نبی ہیں، اسلام میرا دین ہے،
قرآن میری کتاب ہے، کعبہ شریف

وَاَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٌّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اِمَامِیْ	میرا قبلہ ہے اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ میرے امام ہیں،
وَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ الْمُجْتَبٰی اِمَامِیْ	حضرت امام حسن مجتبیٰؑ میرے امام ہیں،
وَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ الشَّھِیْدُ بِکَرْ بَلَاءَ اِمَامِیْ	شہید کربلا حضرت امام حسینؑ میرے امام ہیں،
وَ عَلِیٌّ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ اِمَامِیْ	حضرت امام زین العابدینؑ میرے امام ہیں،
وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ الْبَاقِرُ اِمَامِیْ	حضرت امام محمد باقرؑ میرے امام ہیں،
وَ جَعْفَرٌ الصَّادِقُ اِمَامِیْ	حضرت امام جعفر صادقؑ میرے امام ہیں،
وَ مُوْسَی الْکَاظِمُ اِمَامِیْ	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ میرے امام ہیں،
وَ عَلِیٌّ الرِّضَا اِمَامِیْ	حضرت امام علی رضاؑ میرے امام ہیں،
وَ مُحَمَّدٌ الْجَوَادُ اِمَامِیْ	حضرت امام محمد تقیؑ میرے امام ہیں،
وَ عَلِیٌّ الْھَادِیْ اِمَامِیْ	حضرت امام علی نقیؑ میرے امام ہیں،
وَالْحَسَنُ الْعَسْکَرِیُّ اِمَامِیْ	حضرت امام حسن عسکریؑ میرے امام ہیں
وَالْحُجَّةُ الْمُنْتَظَرُ اِمَامِیْ	اور حجتِ حق حضرت امام زمانہ عجل میرے امام ہیں۔
ھٰٓؤُلَآءِ صَلَوٰتُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ	خدا ان سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے،
اَئِمَّتِیْ وَ سَادَتِیْ وَ قَادَتِیْ	یہ سب کے سب میرے امام اور سردار، پیشوا

وَ شُفَعَآئِیْ بِهِمْ اَتَوَلّٰی	اور شفاعت کنندہ ہیں، میں انہی کی ولایت کا دم بھرتا ہوں اور
وَ مِنْ اَعْدَائِهِمْ اَتَبَرَّءُ فِیْ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ثُمَّ اِعْلَمْ	ان کے دشمنوں سے بیزار رہوں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور خوب اچھی طرح جان لے
یَا (مرحوم کا اور اس کے والد کا نام لے) اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ	اے (مرحوم اور اس کے والد کا نام لے) کہ بیشک اللہ تبارک
وَتَعَالٰی نِعْمَ الرَّبُّ وَ اَنَّ	وتعالیٰ بہترین رب ہے،
مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَ اَنَّ اَمِیْرَ	بہترین رسول ہیں اور حضرت امیر
الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ	المومنین علی ابن ابیطالبؑ
وَّ اَوْلَادَهُ الْاَئِمَّةَ الْاَحَدَ عَشَرَ	اور ان کے گیارہ امام فرزندانِ
نِعْمَ الْاَئِمَّةُ	ارجمند بہترین امام ہیں
وَاَنَّ مَا جَاءَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اٰلِهٖ	اور بیشک جو کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی جانب سے لائے ہیں
حَقٌّ وَّ اَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَّ سُؤَالَ	وہ برحق ہے اور موت برحق ہے اور
مُنْكَرٍ وَّ نَكِیْرٍ	قبر میں منکر و نکیر کا سوال وجواب
فِی الْقَبْرِ حَقٌّ وَّ الْبَعْثَ حَقٌّ وَّ النُّشُوْرَ حَقٌّ	کرنا برحق ہے اور قبروں سے اٹھایا جانا برحق ہے اور دوبارہ زندہ کیا جانا برحق ہے،

وَّالصِّرَاطَ حَقٌّ وَّالْمِيْزَانَ حَقٌّ
وَّ تَطَايُرَ الْكُتُبِ
حَقٌّ وَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّ النَّارَحَقٌّ
وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ
لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَ اَنَّ اللهَ يَبْعَثُ
مَنْ فِي الْقُبُوْرِ

اور (پل) صراط برحق ہے اور میزان برحق ہے اور اعمال ناموں کا کھلنا برحق ہے اور جنت برحق ہے اور دوزخ برحق ہے اور قیامت آ کر رہے گی اس میں کوئی شک نہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ قبروں میں دفن لوگوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا

اَفَهِمْتَ يَا (مرحوم کا نام لے)
ثَبَّتَكَ اللهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ
وَ هَدَاكَ اللهُ اِلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ عَرَّفَ اللهُ
بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اَوْلِيَائِكَ فِيْ
مُسْتَقَرٍّ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ
اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ
جَنْبَيْهِ وَاصْعَدْ بِرُوْحِهٖ
اِلَيْكَ وَلَقِّنْهُ مِنْكَ بُرْهَانًا.
اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ عَفْوَكَ۔

اے (مرحوم کا نام لے) کیا تم نے یہ باتیں ذہن نشین کر لیں، خدا تمہیں عقیدۂ حق پر ثابت قدم رکھے، تمہیں سیدھے راستے کی ہدایت نصیب فرمائے اور خدا اپنے مقام رحمت میں تیرے اور تیرے دوستوں کے درمیان شناسائی کرا دے۔

پروردگار! زمین کو اس کے دونوں پہلوؤں سے دور رکھ، اس کی روح کو اپنی جانب بلند فرما اور اسے اپنی جانب سے دلیل و برہان کی تلقین فرما دے، پروردگار! اسے بخش دے، بخش دے!

تلقین برائے عورت:

اِسۡمَعِيۡ اِفۡهَمِیۡ، اِسۡمَعِیۡ اِفۡهَمِیۡ، اِسۡمَعِیۡ اِفۡهَمِیۡ	خوب غور سے سنو! خوب غور سے سنو! خوب غور سے سنو!
یَا (مرحومہ کا اور اس کے والد کا نام لے) هَلۡ اَنۡتِ عَلَی	اے (یہاں مرحومہ اور اس کے والد کا نام لے) کیا تو اپنے اس
الۡعَهۡدِ الَّذِیۡ فَارَقۡتِنَا عَلَیۡهِ مِنۡ شَهَادَةِ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	عہد پر قائم ہے جس پر تو نے ہم سے جدائی اختیار کی اور وہ اس امر کی گواہی کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں،
وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ	وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی گواہی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول
سَیِّدُ النَّبِیِّیۡنَ وَ خَاتَمُ الۡمُرۡسَلِیۡنَ	تمام انبیاء کے سردار اور آخری نبی ہیں۔
وَ اَنَّ عَلِیًّا اَمِیۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ سَیِّدُ الۡوَصِیِّیۡنَ وَ	اور حضرت علیؑ تمام مومنوں کے حاکم، تمام اوصیاء کے سردار
اِمَامٌ افۡتَرَضَ اللّٰهُ طَاعَتَهٗ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ	اور ایسے (برحق) امام ہیں جن کی اطاعت کو اللہ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کے لئے واجب قرار دیا ہے،

وَ اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَعَلِيَّ	اور یہ گواہی کہ حضرت امام حسنؑ اور
بْنَ الْحُسَيْنِ	حضرت امام حسینؑ،
وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَّ جَعْفَرَ بْنَ	حضرت امام زین العابدینؑ، حضرت
مُحَمَّدٍ وَّ مُوْسَى بْنَ جَعْفَرٍ	امام محمد باقرؑ، حضرت امام جعفر صادقؑ،
	حضرت امام موسیٰؑ
وَّ عَلِيَّ بْنَ مُوْسٰى وَ مُحَمَّدَ بْنَ	کاظمؑ، حضرت امام علی رضاؑ، حضرت
عَلِيٍّ وَّ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ	امام محمد تقیؑ، حضرت امام علی نقیؑ،
وَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَّ الْقَآئِمَ	حضرت امام حسن عسکریؑ اور قائمِ آلِ محمد
الْحُجَّةَ الْمَهْدِيَّ	حضرت امام زمانہ (عجل)
صَلَوٰتُ اللهِ عَلَيْهِمْ اَئِمَّةُ	(کہ اللہ کی رحمتیں ان پر نازل ہوں)
الْمُؤْمِنِيْنَ وَ حُجَجُ اللهِ	تمام مومنین کے امام اور اللہ کی تمام مخلوق
عَلَى الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ وَ اَئِمَّتُكَ	پر اس کی حجت ہیں، وہ تمہارے
اَئِمَّةُ هُدًى اَبْرَارٌ	ہدایت یافتہ اور نیکوکار سچے امام ہیں
يَا (مرحومہ کا اور اس کے والد کا نام	اےؑ (یہاں مرحومہ اور اس کے والد کا
لے) اِذَا اَتَاكِ الْمَلَكَانِ	نام لے) جب تمہارے پاس
الْمُقَرَّبَانِ الرَّسُوْلَيْنِ مِنْ	اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارسال کردہ دو
عِنْدِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى	مقرب فرشتے آئیں
وَ سَئَلَاكِ عَنْ رَّبِّكِ وَ عَنْ نَّبِيِّكِ	اور تم سے تمہارے پروردگار،
وَعَنْ دِيْنِكِ	تمہارے نبی، تمہارے دین،

وَعَنۡ كِتَابِكِ وَعَنۡ قِبۡلَتِكِ وَ	تمہاری کتاب، قبلہ اور تمہارے
عَنۡ اَئِمَّتِكِ	اماموں کے بارے میں سوال کریں تو
فَلَا تَخَافِيۡ وَلَا تَحۡزَنِيۡ وَقُوۡلِيۡ فِيۡ	ڈرنے یا خوف کھانے کی کوئی ضرورت
جَوَابِهِمَا	نہیں بلکہ تم ان دونوں کو یہ جواب دو کہ
اللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ رَبِّيۡ وَ مُحَمَّدٌ	اللہ جل شانہ میرا پروردگار ہے،
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَاٰلِهٖ نَبِيِّيۡ	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نبی ہیں،
وَالۡاِسۡلَامُ دِيۡنِيۡ وَالۡقُرۡاٰنُ كِتَابِيۡ	اور اسلام میرا دین ہے اور قرآن میری کتاب ہے،
وَالۡكَعۡبَةُ قِبۡلَتِيۡ وَاَمِيۡرُ	اور کعبہ میرا قبلہ ہے اور حضرت امیر
الۡمُؤۡمِنِيۡنَ عَلِيُّ بۡنُ اَبِيۡ طَالِبٍ اِمَامِيۡ	المومنین علی ابن ابی طالبؑ میرے امام ہیں،
وَالۡحَسَنُ بۡنُ عَلِيٍّ الۡمُجۡتَبٰى	حضرت امام حسن مجتبیٰؑ میرے امام
اِمَامِيۡ وَالۡحُسَيۡنُ بۡنُ عَلِيٍّ	ہیں، حضرت امام حسینؑ
الشَّهِيۡدُ بِكَرۡبَلَاءَ اِمَامِيۡ وَعَلِيٌّ	شہید کربلاؑ میرے امام ہیں، حضرت
زَيۡنُ الۡعَابِدِيۡنَ اِمَامِيۡ	امام زین العابدینؑ میرے امام ہیں،
وَ مُحَمَّدُ بۡنُ عَلِيٍّ الۡبَاقِرُ اِمَامِيۡ	اور حضرت امام محمد باقرؑ میرے امام ہیں،
وَ جَعۡفَرٌ الصَّادِقُ اِمَامِيۡ وَ	حضرت امام جعفر صادقؑ میرے امام
مُوۡسَى الۡكَاظِمُ اِمَامِيۡ وَ	ہیں، حضرت امام موسیٰ کاظمؑ میرے امام ہیں،
عَلِيٌّ الرِّضَا اِمَامِيۡ وَ	اور حضرت امام علی رضاؑ میرے امام
مُحَمَّدٌ الۡجَوَادُ اِمَامِيۡ وَ	ہیں، حضرت امام محمد تقیؑ

عَلِیٌّ الْهَادِیْ اِمَامِیْ	میرے امام ہیں، حضرت امام علی نقیؑ میرے امام ہیں،
وَالْحَسَنُ الْعَسْكَرِیُّ اِمَامِیْ	حضرت امام حسن عسکریؑ میرے امام ہیں
وَالْحُجَّةُ الْمُنْتَظَرُ اِمَامِیْ	اور حجتِ حق حضرت امام زمانہؑ میرے امام ہیں۔
هٰؤُلَآءِ صَلَوٰتُ اللهِ عَلَيْهِمْ	خدا ان سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے،
اَجْمَعِيْنَ اَئِمَّتِیْ وَ سَادَتِیْ	یہ سب کے سب میرے امام، سردار،
وَ قَادَتِیْ وَ شُفَعَآئِیْ بِهِمْ اَتَوَلّٰی وَ	پیشوا اور شفاعت کنندہ ہیں، میں انہی کی ولایت کا دم بھرتی ہوں اور
مِنْ اَعْدَائِهِمْ	
اَتَبَرَّءُ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ	ان کے دشمنوں سے بیزار رہوں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔
ثُمَّ اعْلَمِیْ	اور خوب اچھی طرح جان لے
یَا (مرحومہ کا اور اس کے والد کا نام لے) اِنَّ اللهَ تَبَارَكَ	اے (مرحومہ اور اس کے والد کا نام لے) کہ بیشک اللہ تبارک
وَ تَعَالٰی نِعْمَ الرَّبُّ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا	وتعالیٰ بہترین رب ہے، حضرت
صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ	محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَاَنَّ اَمِيْرَ	بہترین رسول ہیں اور حضرت امیر
الْمُؤْمِنِيْنَ	المومنین علی ابن ابی طالبؑ
عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَّ اَوْلَادَهٗ	اور ان کے گیارہ امام فرزندانِ ارجمند
الْاَئِمَّةَ الْاَحَدَ عَشَرَ نِعْمَ الْاَئِمَّةُ	بہترین امام ہیں

وَ اَنَّ مَا جَاءَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ	اور بیشک جو کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ کی جانب سے لائے ہیں
حَقٌّ وَّ اَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَّ سُؤَالَ مُنْكَرٍ وَّ نَكِيْرٍ	وہ برحق ہے اور موت برحق ہے اور قبر میں منکر ونکیر کا سوال وجواب
فِي الْقَبْرِ حَقٌّ وَّ الْبَعْثَ حَقٌّ وَّ النُّشُوْرَ حَقٌّ	کرنا برحق ہے اور قبروں سے اٹھایا جانا برحق ہے اور دوبارہ زندہ کیا جانا برحق ہے اور
وَّالصِّرَاطَ حَقٌّ وَّالْمِيْزَانَ حَقٌّ وَّ تَطَايُرَ الْكُتُبِ حَقٌّ	(پل) صراط برحق ہے اور میزان برحق ہے اور اعمال ناموں کا کھلنا
وَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَّ النَّارَ حَقٌّ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ	برحق ہے اور جنت برحق ہے اور دوزخ برحق ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ
لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ	قیامت آ کر رہے گی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ قبروں میں دفن لوگوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا
اَفَهِمْتِ يَا (مرحومہ کا نام لے) ثَبَّتَكِ اللّٰهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ	اے (مرحومہ کا نام لے) کیا تم نے یہ باتیں ذہن نشین کرلیں؟ خدا تمہیں عقیدۂ حق پر ثابت قدم رکھے!
وَ هَدَاكِ اللّٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ	تمہیں سیدھے راستے کی ہدایت نصیب فرمائے اور

عَرَّفَ اللّٰهُ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اَوْلِيَائِكَ فِيْ مُسْتَقَرٍّ مِّنْ رَّحْمَتِهِ	خدا اپنے مقامِ رحمت میں تمہارے اور تمہارے عزیزوں کے درمیان شناسائی کرادے۔
اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا وَاصْعَدْ بِرُوْحِهَا اِلَيْكَ	پروردگار! زمین کو اس کے دونوں پہلوؤں سے دور رکھ، اس کی روح کو اپنی جانب بلند فرما
وَلَقِّهَا مِنْكَ بُرْهَانًا اَللّٰهُمَّ عَفْوَكَ عَفْوَكَ۔	اور اسے اپنی جانب سے دلیل و برہان کی تلقین فرما، پروردگار! اسے بخش دے، بخش دے!

دفن کے احکام

مستحب ہے کہ قبر ایک متوسط انسان کے قد کے برابر گہری ہو۔ میت کے تابوت یا چارپائی کو قبر سے چند گز دور زمین پر رکھیں۔ اس عمل کو منزل کہا جاتا ہے۔ پھر اُٹھائیں اور تھوڑا سا آگے بڑھا کر دوسری دفعہ زمین پر رکھیں۔ تیسری دفعہ اُٹھائیں اور قبر کے کنارے یُوں رکھیں کہ چوتھی مرتبہ اُٹھا کر میت کو سپردِ قبر کر دیا جائے۔ ہر بار میت کو زمین پر رکھتے اور اُٹھاتے وقت دُعا پڑھتے رہیں اور میت کے لیے استغفار کرتے رہیں۔

میت اگر مرد کی ہے تو تیسری دفعہ قبر کی پائنتی کی طرف رکھیں تاکہ میت کو قبر کی پائنتی کی طرف سے قبر میں اُتارا جائے اور میت عورت کی ہے تو تیسری دفعہ اُسے قبر کے قبلہ کی طرف رکھیں تاکہ میت کو قبلہ رُخ والے پہلو سے قبر میں داخل کیا جائے۔

میت کو قبر میں اُتارنے والا شخص بھی قبر کی پائنتی کی طرف سے قبر میں داخل ہو۔ یہ شخص بہتر ہے سر اور پاؤں سے ننگا ہو۔ قمیض کے بٹن کھلے ہُوں اور قبر میں اُترتے وقت میت کے اِس نئے مکان میں داخل ہونے کو ذہن میں رکھے اور یہ دُعا عربی میں یاد ہو تو پڑھتا رہے یا کوئی جاننے والا اُسے کتاب سے پڑھاتا رہے اور اگر عربی نہ پڑھ سکتا ہو تو ترجمہ پڑھ لے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا رَوْضَةً مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَلَا تَجْعَلْهَا حُفْرَةً مِّنْ حُفَرِ النَّارِ۔

اے معبود! تو اسے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنادے اور اسے جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا نہ بنا۔

مستحب ہے کہ میت کو بڑے آرام سے اُٹھائیں اور قبر کے سپرد کریں۔ قبر میں داخل کرتے وقت اِس دُعا کو پڑھا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰھُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَ تَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَللّٰھُمَّ زِدْنَا اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا۔

اللہ کے نام اور اللہ کی ذات سے اللہ کی راہ میں اور رسول اللہ کے دین پر۔ اے معبود! تجھ پر ایمان اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے یہی چیز ہے جس کا اللہ اور رسولؐ نے ہم سے وعدہ کیا اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا۔ اے معبود!

ہمارے ایمان ویقین میں اضافہ فرما۔

دفن کے مراحل میں چند لوگ دفن کے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں اور باقی افراد اپنی دُنیاوی باتوں میں مصروف ہوجاتے ہیں۔اس موقع پر موجود تمام افراد کو چاہیے کہ اس منظر کو دیکھیں اپنے ایسے وقت کو یاد کریں اور میت کے لیے استغفار کریں اور کچھ یاد نہ ہوتو ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ﴾۔

بلا شبہ ہم اللہ کے ہیں اور بلا شبہ ہمیں اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔

ہی پڑھتے رہیں۔

میت کو قبر میں دائیں کروٹ یُوں لٹائیں کہ پورے بدن کا رُخ قبلہ کی طرف ہو، بعض اوقات فقط چہرہ قبلہ رُخ کر دیا جاتا ہے جو کافی نہیں۔میت کو دائیں کروٹ رکھنے کے لیے اُس کی پشت کی طرف قبر ہی کی کچھ مٹی رکھ دی جائے۔اب بند کفن کھول دئے جائیں۔میت کا رُخسار زمین پر رکھ دیا جائے۔ چہرہ کے سامنے خاکِ شفا رکھ دی جائے میت اگر عورت کی ہےتو قبر میں اُتارنے کے بعد قبر پر چادر سے پردہ بنا کر رکھا جائے اور قبر میں شوہر یا کوئی محرم رشتہ دار اُترے یا کوئی قریبی عزیز قبر میں اُترے۔

میت کو قبر میں رکھنے کے بعد میت مرد کی ہےتو پڑھا جائے:

اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْهِ وَ صَاعِدْ عَمَلَهٗ وَ لَقِّهٖ مِنْکَ رِضْوَانًا۔

اے معبود زمین کو اس کے پہلوؤں میں وسیع فرما۔اس کے عمل کو بلند فرما۔اور اسے اپنی خوشنودی و رضا کے ساتھ قبول فرما۔

اگر میت عورت کی ہوتو یُوں کہتے رہیں:

اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا وَ صَاعِدْ عَمَلَهَا وَ لَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا۔[1]

میت کو اس انداز سے قبر میں لٹانے کے بعد قبر میں موجود شخص یا کوئی دوسرا شخص ولی کی اجازت سے اپنا دایاں ہاتھ میت کے دائیں کندھے اور بایاں ہاتھ بائیں کندھے پر رکھے اور بازوؤں کی قینچی سی بن جائے گی۔ یہ شخص میت کی ایک طرف کھڑا ہو اور تلقین خود پڑھے یا کوئی دوسرا شخص پڑھے اور میت کا نام آنے پر یہ شخص میت کے کندھے ہلائے جیسے میت کو متوجہ کر رہا ہو کہ یہ جو کچھ کہا جا رہا ہے اسے سُنو اور سمجھو۔

مکتب اہلِ بیت علیہم السّلام میں تلقین مستحب ہے۔ تلقین دراصل میت کو عقائد حقہ کی یاددہانی کرائی جاتی ہے۔ تلقین میت کے لیے رحمت و مغفرت کا ذریعہ اور قبر پر موجود دوسرے افراد کے لیے معرفت میں اضافے کا سبب ہے۔ تلقین اگر عربی کے ساتھ میت کی اپنی زبان میں بھی دُہرائی جائے تو بہتر ہے۔

مستحب ہے کہ جو شخص قبر میں اُترا تھا وہ پائنتی ہی کی طرف سے باہر نکلے۔ قبر کو سرہانے کی طرف سے بند کرنا شروع کریں۔ وہاں موجود افراد یہ دُعا پڑھتے رہیں۔ میت مرد کی ہو تو یُوں پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صِلْ وَحْدَتَهٗ وَ اٰنِسْ وَحْشَتَهٗ وَارْحَمْ غُرْبَتَهٗ وَاَسْكِنْ اِلَيْهِ مِنْ رَّحْمَتِكَ، رَحْمَةً يَسْتَغْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ وَاحْشُرْهُ مَعَ مَنْ كَانَ يَتَوَلَّاهُ مِنَ

[1] تحفۃ العلوم، ص ۱۰۲۔

الْاَئِمَّۃِ الطَّاھِرِیْنَ۔

اے معبود اس کی تنہائی کا ساتھی رہ خوف میں ہمدم بن اور اس کی بے کسی پر رحم فرما۔ اپنی رحمتوں میں سے خاص رحمت اس کے ساتھ کر دے جس کے ذریعے سے تیرے غیر کی رحمت سے ایسے بے نیاز کر دے۔ اس کو ان پاک اماموں علیہم السّلام کے ساتھ محشور فرما جن سے وہ محبت رکھتا تھا۔

اگر میت عورت کی ہو تو کہیں:

اَللّٰھُمَّ صِلْ وَحْدَتَھَا وَ اٰنِسْ وَحْشَتَھَا وَارْحَمْ غُرْبَتَھَا وَاَسْکِنْ اِلَیْھَا مِنْ رَّحْمَتِکَ یَّسْتَغْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ وَاحْشُرْھَا مَعَ مَنْ کَانَ یَتَوَلَّاہُ مِنَ الْاَئِمَّۃِ الطَّاھِرِیْنَ۔

قبر بند کرنے کے بعد میت کے قریبی رشتہ داروں کے علاوہ دوسرے افراد ہاتھ کی پشت سے تین مرتبہ مٹی ڈالیں اور ساتھ ساتھ پڑھتے رہیں:

﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ﴾

مٹی مکمل ہونے پر قبر پر پانی چھڑکا جائے۔ پانی ڈالنے والا قبلہ رُخ ہو کر سرہانے سے پانی ڈالتا ہوا پاؤں تک آئے اور پھر پاؤں سے سرہانے تک جائے۔ قبر کو تقریباً چار انگل زمین سے بلند کیا جائے اس پر کوئی کتبہ لگا دیا جائے تاکہ پہچاننے میں غلطی نہ ہو۔ اب وہاں موجود افراد اپنی انگلیاں قبر کی مٹی میں گاڑ کر سات دفعہ سورۃ قدر پڑھیں اور میت کے لیے سب مل کر یہ دُعا کریں۔

اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْہِ وَاصْعِدْ اِلَیْکَ رُوْحَہٗ وَ لَقِّہٖ مِنْکَ رِضْوَانًا وَاَسْکِنْ قَبْرَہٗ مِنْ رَحْمَتِکَ مَا تُغْنِیْہِ بِہٖ عَنْ رَحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ۔

اے معبود اس کی قبر کو اس کے پہلوؤں کے لیے وسیع فرما۔ اس کی روح کو اپنے پاس بلندی عطا فرما۔ اسے اپنی خوشنودی ورضا عطا فرما اس کو قبر میں اپنی رحمت سے یُوں سکون عطا فرما کہ جس کے ذریعہ وہ تیرے علاوہ کسی کی رحمت کا محتاج نہ ہو۔

مستحب ہے کہ جنازہ اور دفن میں شریک لوگ جب چلے جائیں تو ولی خود یا کسی کو کہہ کر تلقین دوبارہ پڑھی جائے اور دفن کے بعد میت کے پسماندگان کو تعزیت پیش کی جائے۔

مستحب ہے کہ میت کے اہل خانہ کے لیے تین دِن کھانا بھیجا جائے۔ اُن کے پاس بیٹھ کر یا ان کے گھر میں کھانا کھانا مکروہ ہے۔

غسل مسِ میت

جس شخص نے میت کے جسم کے ٹھنڈا ہونے کے بعد اور تینوں غسل مکمل ہونے سے پہلے بالوں کے علاوہ میت کے جسم کے کسی حصہ کو چُھوا ہو۔ مثلاً ہاتھ لگا یا ہو یا بوسہ دیاں ہو یا بغیر ارادے کے ہاتھ لگ گیا ہو تو اس پر غسل مسّ میت واجب ہے۔

غسل مس میت کے بغیر نماز میت پڑھی جا سکتی ہے مگر دوسری نمازوں کے لئے غسل لازم ہے۔ غسل مس میت کا طریقہ وہی ہے جو غسل جنابت کا ہے اور اس غسل کے بعد نماز کے لیے وضو کی ضرورت نہیں ہے۔

نمازِ وحشت قبر

اس نماز کو نماز ہدیہ میّت بھی کہتے ہیں۔ مستحب ہے میّت کے دفن کی پہلی رات کے کسی حصّہ میں اور بہتر ہے کہ نماز عشاء کے بعد یہ نماز پڑھی جائے۔ اس نماز کا طریقہ یہ ہے کہ : نماز وحشت پڑھتا ہوں قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ۔ پھر پہلی رکعت میں الحمد کے بعد ایک مرتبہ آیت الکرسی ﴿هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ تک اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد دس دفعہ سورۃ ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ﴾ پڑھے اور سلام کے بعد یہ کہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍوَّ ابْعَثْ ثَوَابَ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ اِلٰى قَبْرِ(فُلَان بِنْ فُلَان۔

پروردگارا! محمدؐ وآل محمدؑ پر رحمت نازل فرما! اور اس دو رکعت نماز کا ثواب فلاں بن فلاں کی روح کو ایصال فرمادے!۔

(فلاں بن فلاں کی جگہ مرحوم یا مرحومہ اور اس کے والد کا نام لے)۔

حقوق اموات

حالتِ احتضار

اسلام ایسا دین ہے جس میں تعلّقات جسموں پر منحصر نہیں بلکہ روحوں کا تعلّق بھی رہتا ہے۔ اسلام میں جتنا کوئی مشکلات وتکلیفوں میں ہو اتنی ہی اس کی مدد کی اہمیت ہوتی اور اُس سے اچھائی کا اتنا ہی زیادہ اجر وثواب ہوتا ہے۔ انسان جب اس دنیا سے جُدائی کے لیے آمادہ ہوتا ہے جسے حالتِ احتضار اور سکراتِ موت کہتے ہیں تو یہ اُس کی زندگی کا ایک مشکل ترین وقت ہوتا ہے۔

امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس منظر کو یُوں بیان فرمایا:

اب جو مصیبتیں ان پر ٹوٹ پڑی ہیں انہیں بیان نہیں کیا جا سکتا، موت کی سختیاں اور دنیا چھوڑنے کی حسرتیں مل کر انہیں گھیر لیتی ہیں۔ چنانچہ ان کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور رنگتیں بدل جاتی ہیں۔ پھر ان (کے اعضاء) میں موت کی دخل اندازیاں بڑھ جاتی ہیں۔ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ پہلے ہی اس کی زبان بند ہو جاتی ہے، درصورتیکہ اس کی عقل درست اور ہوش و حواس باقی ہوتے ہیں۔ وہ اپنے گھر والوں کے سامنے پڑا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور اپنے کانوں سے سنتا ہے اور ان چیزوں کو سوچتا ہے کہ جن میں اس نے اپنی عمر گنوا دی ہے اور اپنا زمانہ گزار دیا ہے۔۔۔۔اب موت کے تصرفات اس کے جسم میں اور بڑھے، یہاں تک کہ زبان کے ساتھ ساتھ کانوں پر بھی موت چھا گئی۔ گھر والوں کے سامنے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ نہ زبان سے بول سکتا ہے، نہ کانوں سے سن سکتا ہے، آنکھیں گھما گھما کر ان کے چہروں کو تکتا ہے، ان کی زبانوں کی جنبشوں کو دیکھتا ہے، لیکن بات چیت کی آوازیں نہیں سُن پاتا۔ پھر اس سے موت اور لپٹ گئی کہ اس کی آنکھوں کو بھی بند کر دیا جس طرح اس کے کانوں کو بند کیا تھا اور روح اس کے جسم سے

مفارقت کر گئی ۔[1]

اس مرحلے سے سختیاں شروع ہوتی ہیں تو یہیں سے محبت کرنے والوں کی ذمّہ داریوں کی بھی ابتداء ہوتی ہے۔ امیر المومنین علیہ السّلام نے اِس مشکل وقت کا ایک حل تو یہ بتایا:

وَ بَادِرُوا الْمَوْتَ وَ غَمَرَاتِهٖ، وَ امْهَدُوْا لَهٗ قَبْلَ حُلُوْلِهٖ، وَاَعِدُّوْا لَهٗ قَبْلَ نُزُوْلِهٖ۔

اور موت اور اس کی سختیوں (کے چھا جانے) سے پہلے اپنے فرائض واعمال پورے کرلو اور اس کے آنے سے پہلے اس کا سرو سامان کرلو اور اس کے وارد ہونے سے قبل اُس کے لیے آمادہ ہو جاؤ۔[2]

مشکل میں گھرے اس آمادہ سفر عزیز کے لیے وہاں موجود افراد کا کیا حق بنتا ہے اس کے بارے میں مختصر اعمال ــ"حالتِ احتضار کے احکام ــ" میں گزر چکے ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ توحید ونبوت اور اپنے معصوم اماموں کی امامت کا سبق اُس کے لیے دُہرایا جائے اور جس کریم کے دربار میں یہ شخص جانے کے لیے تیار ہے اُس سے اِس کی کوتاہیوں اور خطاؤں کی بخشش کی دُعا کی جائے۔

شیخ علی نمازی شاہرودی نے اِس مشکل کو آسان کرنے کے لیے بہت سے نسخے معصومین علیہم السّلام سے نقل کئے ہیں۔ اختصار کی وجہ سے فقط دو روایات پیش کی جاتی

---

[1] [نہج البلاغہ، مطبوعہ افکار اسلامی، خطبہ ۱۰۷، ص ۳۴۰]

[2] [نہج البلاغہ، خطبہ ۱۸۸، ص ۵۳۵]

ہیں۔

(۱) قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :اَلَا وَ مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا علیہ السلام هَوَّنَ اللّٰهُ عَلَیْهِ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ وَ جَعَلَ قَبْرَهٗ رَوْضَةً مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :سُنو جوعلی علیہ السلام سے محبت رکھتا ہے اللہ اس کے لیے موت کی سختی کو آسان فرماتا ہے اور اُس کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دیتا ہے۔[۱]

محبت علی علیہ السلام ہوگی تو زندگی اطاعتِ خُدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وائمہ علیہم السلام میں گزرے گی۔

(۲) قَالَ الصَّادِقُ علیہ السلام:مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّخَفِّفَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهُ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ فَلْیَكُنْ لِقَرَابَتِهٖ وُصُوْلًا وَ بِوَالِدَیْهِ بَارًّا فَاِذَا كَانَ كَذٰلِكَ هَوَّنَ اللّٰهُ عَلَیْهِ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ وَلَمْ یُصِبْهُ فِیْ حَیَاتِهٖ فَقْرًا اَبَدًا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :جوشخص چاہتا ہے کہ اللہ اس کے لیے موت کی سختیوں کو آسان فرمائے تو وہ رشتہ داروں سے تعلقات جوڑ کر رکھے اور والدین سے اچھا برتاؤ کرنے والا بنے۔ اگر ایسا ہوگا تو اللہ اس کے لیے موت کی سختیوں کو آسان فرمائے گا اور زندگی میں اُسے کبھی فقر کا سامنا نہیں ہوگا۔[۲]

---

[۱] مستدرک الوسائل، ج۵،ص۸۸۔

[۲] مستدرک الوسائل، ج۵،ص۸۸۔

قبضِ روح سے سپردِ قبر تک

اِدھر بندے کی روح جسم سے الگ ہوئی اُدھر میت کی بے بسی اور محتاجی کی انتہا ہوئی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اُن کی اس حالت کو یُوں بیان فرمایا:

فَكَفٰى وَاعِظًا بِمَوْتٰى عَايَنْتُمُوْهُمْ، حُمِلُوْا اِلٰى قُبُوْرِهِمْ غَيْرَ رَاكِبِيْنَ، وَ اُنْزِلُوْا فِيْهَا غَيْرَ نَازِلِيْنَ، فَكَاَنَّهُمْ لَمْ يَكُوْنُوْا لِلدُّنْيَا عُمَّارًا۔

تمہیں پند و عبرت دینے کیلئے وہی مرنے والے کافی ہیں کہ جنہیں تم دیکھتے رہے ہو، انہیں (کندھوں پر) لاد کر قبروں کی طرف لے جایا گیا، درآنحالیکہ وہ خود سوار نہیں ہو سکتے اور انہیں قبروں میں اتار دیا گیا جبکہ وہ خود اترنے پر قادر نہ تھے۔ (یوں مٹ مٹا گئے کہ) گویا یہ کبھی دنیا میں بسے ہوئے تھے ہی نہیں [1]

کتنا عاجز ہے انسان کہ نہ بول سکتا ہے نہ سُن سکتا ہے۔ جہاں رکھیں چُپ ہے جب اُٹھائیں خاموش ہے مگر کتنا رحیم ہے وہ اللہ جس نے اپنے رسولوں اور نبیوں کے ذریعہ پیغام پہنچایا کہ اس تھکے ہوئے مسافر کو آہستہ ہاتھ لگاؤ اسے تکلیف نہ ہو۔ حکم ہے کہ جتنا جلدی ہوسکتا ہے اِسے قبر تک پہنچاؤ۔

موت سے دفن تک ہر مرحلے میں قرآن پڑھنے کی تاکید کی گئی اور یہی میت کا حق ہے کہ اس پر زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھا جائے۔ اس کے لیے مغفرت طلب کی

---

[1] [نہج البلاغہ، خطبہ ۱۸۶، ص ۵۲۹]

جائے۔ احکامِ میت میں مختصر ذکر ہو چکا ہے کہ میت کے لیے بجالائے جانے والے تمام احکام میں یَارَبِّ عَفْوَکَ عَفْوَکَ جیسے کلمات دُہرائے جاتے رہیں۔

اللہ کے ہاں میت کے عزّت واحترام کا اندازہ اور میت کے لیے احکام وحقوق بجالانے کی تشویق معصومین علیہم السّلام کے ان فرامین سے ہوتی ہے جہاں میت کے لیے انجام دئے جانے والے ہر عمل خواہ وہ غسل دینا ہو یا کفن پہنانا، تشییع کرنا ہو یا نماز میت ادا کرنا، قبر کھودنا ہو یا دفن کرنا۔ ہر ایک پر بہت سارے ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔

گویا یہ احکام بجالانا میت کا حق ہے جسے بہتر سے بہتر انداز میں ادا کیا جائے تو ان اعمال ودُعاؤں کے انجام دینے والے کو بھی ثواب ملے گا اور میت کی مغفرت کا سبب بھی بنے گا۔

نماز وحشتِ قبر کے پڑھنے کا طریقہ احکام میت میں گزر چکا ہے یہ نماز میت کے لئے بہترین ہدیہ ہے البتہ حدیث کے الفاظ کے مطابق میت کے اس مشکل وقت کے لیے صدقہ دینا چاہیے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَا یَاْتِیْ عَلَی الْمَیِّتِ سَاعَۃٌ اَشَدُّ مِنْ اَوِّلِ لَیْلَۃٍ فَارْحَمُوْا مَوْتَاکُمْ بِالصَّدَقَۃِ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَلْیَصِلْ اَحَدُکُمْ رَکْعَتَیْنِ۔

میت کے لیے قبر میں پہلی رات سے زیادہ سخت کوئی وقت نہیں پس اپنے اموات پر رحم کرو اور ان کے لیے صدقہ دو۔ اگر صدقہ

نہ دے سکو تو اُس کے لیے دو رکعت نماز پڑھو۔[1]

واجبات کی ادائیگی

میت کے لیے ورثاء کو جو سب سے پہلا حق ادا کرنا ہے وہ میت کے واجبات کی ادائیگی ہے۔ میت کے ذمہ اگر قضا نمازیں، روزے، حج، خمس، زکات یا کسی کا قرض ہے یا کسی کی امانت ہے تو میت کے مال سے قرض ادا کیا جائے گا امانت ادا کی جائے گی اور نماز و روزہ اور حج کی قضاء ورثاء اگر خود اپنی طرف سے ادا کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں نہیں تو میت کے مال سے ان واجبات کو ادا کرنا لازمی ہے۔ کسی سے اجرت دے کر نماز پڑھائیں روزے رکھوائیں یا حج کروائیں۔

میت کے مال سے ردّ مظالم بھی لازم ہے۔ رد مظالم یہ ہے کہ کسی سے قرض لیا تھا اور بھول گیا یا کسی کا مال غصب کیا تھا۔ چوری کیا تھا یا کوئی مہمان آیا تھا اور اُس کا کوئی سامان رہ گیا تھا۔ جن کا مال تھا ورثاء اُن کو جانتے ہیں تو وہ مقدار مال واپس کریں اور نہیں جانتے تو جس کا مال تھا اُس کی طرف سے صدقہ دیا جائے۔ کسی کا قرض یا امانت دینی تھی تو پہلے وہ دی جائے گی پھر نماز و روزے کی ادائیگی ہوگی۔

اگر میت نے کوئی وصیت کی ہے تو وہ اِن واجبات کو پورا کرنے کے بعد پوری کی جائے گی۔ میت فقط اپنے مال کے ایک تہائی کی وصیت کر سکتا ہے اگر اُس سے زیادہ کی وصیت کی تو سب ورثاء کے راضی ہونے کی صورت میں اس پر عمل کیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں۔

---

[1] [مستدرک الوسائل، ج ۲، ص ۱۱۳]

والد کی قضاء نمازیں اور روزے بڑے بیٹے پر واجب ہیں اور بہتر ہے کہ ماں کی بھی قضا نمازیں پڑھے اور روزے رکھے یا کسی کو اجرت دے کر رکھوائے۔ اگر والدین وصیت کر گئے ہوں کہ ہماری میراث سے واجبات ادا کرائے جائیں تو اُن کے مال سے واجبات ادا ہوں گے ورنہ بڑے بیٹے ہی کے ذمہ رہیں گے۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ اِن واجبات کی ادائیگی کی طرف بڑے بیٹے کی توجہ نہیں ہوتی تو سب ورثاء کو اخلاقاً کوشش کرنی چاہیے کہ مل کر والدین کی نمازیں پڑھ لیں یا مل کر فیصلہ کریں کہ میراث سے اُن کے واجبات ادا کریں۔

اِن واجبات کی ادائیگی کے لیے مسائل سے آگاہی ضروری ہے اور ورثاء کوشش کریں علماء سے مل کر اپنے فرائض کو جانیں اور اُنہیں انجام دیں۔

حقوقِ معنوی

انسان سے زندگی میں یقیناً کبھی کوتاہی ہوجاتی ہے اور حقوق الناس کا خیال نہیں رکھتا اس لیے کسی کے حق میں کوتاہی ہوجائے مثلاً کسی کی غیبت کی، توہین کی، بدگمانی کی یا کوئی اور ظلم وزیادتی ہوگئی تو اپنی زندگی میں فوراً اس سے معذرت کرے اور خود اُسے راضی کرے۔ لیکن اگر میت اپنی زندگی میں ایسے شخص کو راضی نہیں کرسکا تو ورثاء کا حق بنتا ہے کہ وہ میت کے طرف سے اُس سے معافی مانگیں اور میت کو بخش دینے کی درخواست کریں۔

حقوقِ والدین

حقوق اللہ کے بعد جب حقوق العباد کی بات ہے تو اُس میں سرفہرست والدین کا حق آتا ہے۔ والدین زندہ ہوں یا دُنیا سے کوچ کر چکے ہوں اللہ نے اُن کے حق کو اپنی توحید کے بعد بار بار دُہرایا۔

علامہ سیّد محمد حسین طباطبائی تفسیر المیزان میں لکھتے ہیں:

والدین کی اطاعت توحید کے بعد ہر واجب امر سے زیادہ واجب ہے اور اسی طرح ان کی نافرمانی شرک کے بعد بزرگ ترین گناہ ہے۔[1]

اللہ سبحانہ نے اُن کی زندگی میں بھی اور بعد از موت بھی ایک مخصوص برتاؤ اور دُعا کرنے کا طریقہ فرمایا:

﴿وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ اِمَّا یَبۡلُغَنَّ عِنۡدَکَ الۡکِبَرَ اَحَدُہُمَاۤ اَوۡ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنۡہَرۡہُمَا وَ قُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا ﴿۲۳﴾ وَ اخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ وَ قُلۡ رَّبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا ﴿ؕ۲۴﴾﴾

اور آپ کے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیکی کرو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں

---

[1] تفسیر المیزان، ج ۱۳، ص ۸۳۔

تمہارے پاس ہوں اور بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا بلکہ ان سے عزت وتکریم کے ساتھ بات کرنا۔ اور مہر ومحبت کے ساتھ ان کے آگے انکساری کا پہلو جھکائے رکھو اور دعا کرو : میرے رب! ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پالا تھا۔[1]

ماں کے حق میں امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:

فَحَقُّ اُمِّكَ اَنْ تَعْلَمَ اَنَّهَا حَمَلَتْكَ، حَيْثُ لَا يَحْمِلُ اَحَدٌ اَحَدًا، وَاَطْعَمَتْكَ مِنْ ثَمَرَةِ قَلْبِهَا مَا لَا يُطْعِمُ اَحَدٌ اَحَدًا۔

آپ کی ماں کا حق یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اُس نے آپ کو وہاں اُٹھایا جہاں اُس کے علاوہ دوسرا کوئی ایک بھی نہیں اُٹھا سکتا اور تجھے اپنے دل کے وہ پھل نوش کرائے جو اُس کے علاوہ کوئی ایک بھی نہیں کِھلا سکتا۔

امام علیہ السلام یہیں باپ کے حق میں فرماتے ہیں:

وَاَمَّا حَقُّ اَبِيْكَ فَاَنْ تَعْلَمَ اَنَّهٗ اَصْلُكَ، وَاَنَّكَ فَرْعُهٗ، وَاَنَّكَ لَوْلَاهُ لَمْ تَكُنْ۔

تمہارے باپ کا حق تم پر یہ ہے کہ جان لو کہ وہ تمہاری اصل و بنیاد ہے اور تم اُس کی فرع وشاخ ہو اور اگر وہ نہ ہوتا تو تم بھی نہ

---

[1] [سورۂ بنی اسرائیل، آیہ ۲۳۔۲۴]

ہوتے۔[1]

ماں باپ کے حقوق پر علماء نے بڑی مفصّل کتابیں لکھی ہیں یہاں تفصیل میں جانے کا موقع نہیں ہے۔ شیخ عبّاس قمی لکھتے ہیں:

ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک اولاد کے لیے موت کی سختیوں کو آسان کرتا ہے۔ ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کی قبروں پر اولاد دُعا کرے تو خداوندِ عالم دُعا قبول فرماتا ہے۔[2]

جن افراد کے ماں باپ زندہ ہیں یا اُن کا سایہ سر سے اُٹھ چکا ہے ایک دفعہ صحیفہ سجادی کی یہ دُعا ضرور پڑھیں۔ اس کے چند جملے یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اشْكُرْ لَهُمَا تَرْبِيَتِيْ، وَ اَثِبْهُمَا عَلٰى تَكْرِمَتِيْ، وَ احْفَظْ لَهُمَا مَا حَفِظَاهُ مِنِّيْ فِيْ صِغَرِيْ۔

اے اللہ! انہیں میری پرورش کی جزائے خیر دے اور میرے حسن نگہداشت پر اجر و ثواب عطا کر اور کم سنی میں میری خبر گیری کا انہیں صلہ دے۔[3]

اَللّٰهُمَّ وَ مَا تَعَدَّيَا عَلَيَّ فِيْهِ مِنْ قَوْلٍ، اَوْ اَسْرَفَا عَلَيَّ فِيْهِ مِنْ فِعْلٍ، اَوْ ضَيَّعَاهُ لِيْ مِنْ حَقٍّ، اَوْ قَصَّرَا بِيْ عَنْهُ مِنْ وَّاجِبٍ فَقَدْ وَهَبْتُهُ لَهُمَا، وَ جُدْتُّ بِهٖ عَلَيْهِمَا وَ

---

[1] [رسالۃ الحقوق امام زین العابدین علیہ السلام]

[2] [سفینۃ البحار، ج ۲، ص ۶۸۶]

[3] [صحیفہ کاملہ، افکار، دعا ۲۴، ص ۲۸۱]

رَغِبْتُ اِلَیْکَ فِیْ وَضْعِ تَبِعَتِہٖ عَنْھُمَا، فَاِنِّیْ لَآ اَتَّھِمُھُمَا عَلٰی نَفْسِیْ، وَ لَا اَسْتَبْطِئُھُمَا فِیْ بِرِّیْ، وَ لَآ اَکْرَہُ مَا تَوَلَّیَاہُ مِنْ اَمْرِیْ یَا رَبِّ.فَھُمَآ اَوْجَبُ حَقًّا عَلَیَّ، وَ اَقْدَمُ اِحْسَانًآ اِلَیَّ، وَ اَعْظَمُ مِنَّۃً لَدَیَّ مِنْ اَنْ اُقَاصَّھُمَا بِعَدْلٍ، اَوْ اُجَازِیَھُمَا عَلٰی مِثْلٍ، اَینَ اِذًا یَآ اِلٰھِیْ طُوْلُ شُغْلِھِمَا بِتَرْبِیَتِیْ! وَ اَیْنَ شِدَّۃُ تَعَبِھِمَا فِیْ حِرَاسَتِیْ! وَ اَیْنَ اِقْتَارُھُمَا عَلٰی اَنْفُسِھِمَا لِلتَّوْسِعَۃِ عَلَیَّ!ھَیْھَاتَ مَا یَسْتَوْفِیَانِ مِنِّیْ حَقَّھُمَا، وَلَآ اُدْرِکُ مَا یَجِبُ عَلَیَّ لَھُمَا، وَ لَآ اَنَا بِقَاضٍ وَّظِیفَۃَ خِدْمَتِھِمَا، فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِہٖ، وَ اَعِنِّیْ یَا خَیْرَ مَنِ اسْتُعِیْنَ بِہٖ، وَ وَفِّقْنِیْ یَآ اَھْدٰی مَنْ رُّغِبَ اِلَیْہِ، وَلَا تَجْعَلْنِیْ فِیْٓ اَھْلِ الْعُقُوْقِ لِلْاٰبَآءِ وَ الْاُمَّھَاتِ یَوْمَ تُجْزٰی ﴿کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ وَ ھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ﴾.

الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَ ھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ﴾

بارالہا! اگر انہوں نے میرے ساتھ گفتگو میں سختی یا کسی کام میں زیادتی یا میرے کسی حق میں فروگذاشت یا اپنے فرض منصبی میں کوتاہی کی ہو تو میں ان کو بخشتا ہوں اور اسے نیکی اور احسان کا وسیلہ قرار دیتا ہوں اور پالنے والے! تجھ سے خواہش کرتا ہوں

کہ اس کا مواخذہ ان سے نہ کرنا۔ اس میں اپنی نسبت ان سے کوئی بدگمانی نہیں رکھتا اور نہ تربیت کے سلسلہ میں انہیں سہل انگار سمجھتا ہوں اور نہ ان کی دیکھ بھال کو ناپسند کرتا ہوں اس لیے کہ ان کے حقوق مجھ پر لازم و واجب، ان کے احسانات دیرینہ اور ان کے انعامات عظیم ہیں۔ وہ اس سے بالاتر ہیں کہ میں ان کو برابر کا بدلہ یا ویسا ہی عوض دے سکوں۔

اگر ایسا کرسکوں تو اے میرے معبود! وہ ان کا ہمہ وقت میری تربیت میں مشغول رہنا میری خبر گیری میں رنج وتعب اٹھانا اور خود عسرت وتنگی میں رہ کر میری آسودگی کا سامان کرنا کہاں جائے گا۔ بھلا کہاں ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے حقوق کا صلہ مجھ سے پا سکیں اور نہ میں خود ہی ان کے حقوق سے سبکدوش ہوسکتا ہوں اور نہ ان کی خدمت کا فریضہ انجام دے سکتا ہوں۔ رحمت نازل فرما محمد اور ان کی آل پر اور میری مدد فرما اے بہتر ان سے جن سے مدد مانگی جاتی ہے اور مجھے توفیق دے اے زیادہ رہنمائی کرنے والے ان سب سے جن کی طرف (ہدایت کے لیے) توجہ کی جاتی ہے اور مجھے اس دن جب کہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر زیادتی نہ ہوگی۔ ان لوگوں میں سے قرار نہ دینا جو ماں باپ کے عاق و نافرمانبردار ہوں۔[1]

[1] [صحیفہ کاملہ، افکار، دعا ۲۴، ص ۲۸۲]

اَللّٰهُمَّ لَا تُنْسِنِيْ ذِكْرَهُمَا فِيْٓ اَدْبَارِ صَلَوَاتِيْ، وَ فِيْ اِنًى مِّنْ اٰنَآءِ لَيْلِيْ، وَفِيْ كُلِّ سَاعَةٍ مِّنْ سَاعَاتِ نَهَارِيْ۔

اے اللہ ان کی یاد کو نمازوں کے بعد رات کی ساعتوں اور دن کے تمام لمحوں میں کسی وقت فراموش نہ ہونے دے۔[1]

نماز ہدیہ والدین

والدین کی یاد کے لیے اور اُنہیں بہترین ہدیہ پیش کرنے کے لیے مفاتیح الجنان میں ہدیہ والدین کے نام سے ایک نماز بیان کی ہے۔ یہ نماز امام جعفر صادق علیہ السلام ہر روز اپنے والدین کے لئے پڑھتے تھے۔ اگر کوئی شخص ہر روز نہیں پڑھ سکتا تو کم از کم ہر شب جمعہ پڑھنی چاہیے۔

اس نماز کے پڑھنے کے دو طریقے ہیں:

پہلا طریقہ: پہلی رکعت میں الحمد اور ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ﴾ اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد ﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾۔

دوسرا طریقہ: یہ ہے کہ الحمد کے بعد دس مرتبہ کہے۔ ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ﴾۔ (یا اللہ مجھے اور میرے والدین کو قیامت کے دن بخش دے) دوسری رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد دس مرتبہ پڑھے۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ۔ (یا اللہ مجھے اور میرے گھر میں آنے والے مومن مرد و عورت سب کو بخش

[1] [صحیفہ کاملہ، افکار، دعا ۲۴، ص ۲۸۳]

دے) رکوع وسجدہ وتشہد وسلام کے بعد دس مرتبہ کہے۔ ﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا﴾ (یااللہ ان دونوں (ماں باپ) پر ایسا رحم فرما جیسے ان دونوں نے میرے بچپنے کی تربیت میں مجھ پر رحم فرمایا تھا)۔

تلاوتِ قرآن

میت کے سکون وراحت اور مغفرت کے لیے تلاوتِ قرآن کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل ہے کہ فرمایا :

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ علیہ السلام، عَنْ آبَائِهٖ علیہم السلام:
اِنَّ فَاطِمَةَ علیہا السلام لَمَّا احْتَضَرَتْ، اَوْصَتْ عَلِیًّا علیہ السلام، فَقَالَتْ: اِذَا اَنَا مِتُّ، فَتَوَلِّ اَنْتَ غَسِّلْنِیْ، وَجَهِّزْنِیْ، وَصَلِّ عَلَیَّ، وَاَنْزِلْنِیْ قَبْرِیْ، وَ اَلْحِدْنِیْ، وَ سَوِّ التُّرَابَ عَلَیَّ، وَاجْلِسْ عِنْدَ رَاْسِیْ قِبَالَةَ وَجْهِیْ، فَاَكْثِرْ مِنْ تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَالدُّعَاءِ، فَاِنَّهَا سَاعَةٌ يَحْتَاجُ الْمَيِّتُ فِيْهَا اِلٰى اُنْسِ الْاَحْيَاءِ۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا جب آخری وقت آیا تو آپؑ نے علی علیہ السلام کو وصیت کی اور فرمایا: میری موت کے بعد آپؑ خود مجھے غسل دینا، خود کفن پہنانا، خود نماز پڑھنا، خود قبر میں اُتارنا، خود لحد بنانا، میری قبر کی مٹی کے برابر کر دینا، میرے سرہانے میرے چہرے کے سامنے بیٹھنا اور زیادہ سے زیادہ تلاوتِ قرآن کرنا اور دُعا کرنا کیونکہ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب میت

زندوں کے اُنس ومحبت کا محتاج ہوتا ہے۔[1]

اس وصیت سے میت کے لیے قرآن کی تلاوت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔مکمل قرآن کی تلاوت کر کے اُس کا ثواب مرحومین کو ہدیہ کیا جاسکتا ہے اورختم قرآن کی دُعاؤں کے ذریعہ اُن کے لیے دُعا کی جاسکتی ہے صحیفہ کاملہ میں قرآن مجید کوامام علیہ السلام نے قبروں کے خوف ہراس سے بچنے کاواسطہ بنایا ہے۔

امامؑ کے الفاظ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰي مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ، وَ هَوِّنْ بِالْقُرْاٰنِ عِنْدَ الْمَوْتِ عَلٰي اَنْفُسِنَا كَرْبَ السِّيَاقِ، وَ جَهْدَ الْاَنِيْنِ، وَ تَرَادُفَ الْحَشَارِجِ۔

اے اللہ! محمداوران کی آل پر رحمت نازل فرمااوراس قرآن کے وسیلہ سے موت کے ہنگام نزع کی اذیتوں، کراہنے کی سختیوں اور جان کنی کی لگاتار ہچکیوں کوہم پر آسان فرما۔[2]

علّامہ حلّیؒ اور آیۃ اللہ مرعشی نجفیؒ جیسے بزرگوں کی اپنے بیٹوں کو اُن کے لیے تلاوتِ قرآن کی وصیتیں مشہور ہیں۔میت کے لیے بعض مخصوص سورتوں کی تلاوت کا ثواب بھی بیان کیا گیا ہے۔مثلاً امام علی رضا علیہ السلام سے نقل ہے کہ جو شخص کسی مومن کی قبر کی زیارت کرے اور اُس کی قبر پر سات دفعہ سورۂ قدر کی تلاوت کرے اللہ سبحانہ قبر والے

---

[1] بحارالانوار، ج ۸۲، ص ۲۷۔

[2] [صحیفہ کاملہ، دُعا ختم القرآن، ص ۴۲]

کے ساتھ اس کی بھی مغفرت فرمائے گا۔[1]

سورۂ فاتحہ، آیت الکرسی، سورۂ یاسین، سورۂ ملک، سورۂ صافات، سورۂ قدر اور سورۂ توحید کی تلاوت کی تشویق کی گئی ہے۔

میت کی حسرت

انسان کی زندگی میں کتنے پیارے بچھڑ کر منوں مٹی کے نیچے شہر غریباں میں چلے جاتے ہیں۔ وہ نہ خاموش ہیں نہ سوئے ہوئے ہیں۔ وہ بے تاب و بے خواب ہیں اور پکار رہے ہیں مگر ہم سن نہیں رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی اُن کی صدائیں اور حسرتیں سُنیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے :

اِهْدُوْا لِمَوْتَاكُمْ. فَقُلْنَا :يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا نَهْدِىْ الْاَمْوَاتَ ؟ قَالَ :اَلصَّدَقَةُ وَالدُّعَاءُ. وَ قَالَ :اِنَّ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ تَأْتِىْ كُلَّ جُمُعَةٍ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِحَذَّاءِ دُوْرِهِمْ وَبُيُوْتِهِمْ يُنَادِىْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِصَوْتٍ حَزِيْنٍ بَاكِيْنَ :يَا اَهْلِىْ وَيَا وَلَدِىْ وَيَا اَبِىْ وَيَا اُمِّىْ وَاَقْرِبَائِىْ اِعْطِفُوْا عَلَيْنَا يَرْحَمُكُمُ اللهُ بِالَّذِىْ كَانَ فِىْ اَيْدِيْنَا وَالْوَيْلُ وَالْحِسَابُ عَلَيْنَا وَالْمَنْفِعَةُ لِغَيْرِنَا. وَيُنَادِىْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ اِلَى اَقْرِبَائِهِ : اِعْطِفُوْا عَلَيْنَا بِدِرْهَمٍ اَوْ رَغِيْفٍ اَوْ بِكُسْوَةٍ

---

[1] بحار الانوار، ج۷۹، ص۱۶۹۔

یَکْسُوْکُمُ اللّٰہُ مِنْ لِبَاسِ الْجَنَّۃِ، ثُمَّ بَکٰی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَبَکَیْنَا مَعَہٗ، فَلَمْ یَسْتَطِعِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْ یَتَکَلَّمُ مِنْ کَثْرَۃِ بُکَائِہٖ، ثُمَّ قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اُولٰٓئِکَ اِخْوَانُکُمْ فِیْ الدِّیْنِ فَصَارُوْا تُرَاباً رَمِیْماً بَعْدِ السُّرُوْرِ وَالنَّعِیْمِ فَیُنَادُوْنَ بِالْوَیْلِ وَالثُّبُوْرِ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ، یَقُوْلُوْنَ : یَا وَیْلَنَا لَوْ اَنْفَقْنَا مَا کَانَ فِیْ اَیْدِیْنَا فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ وَ رِضَائِہٖ مَا کُنَّا نَحْتَاجُ اِلَیْکُمْ، فَیَرْجِعُوْنَ بِحَسْرَۃٍ وَ نَدَامَۃٍ وَیُنَادُوْنَ :اِسْرَعُوْا صَدَقَۃَ الْاَمْوَاتِ۔

جامع الاخبار میں بعض اصحاب سے نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :اپنے اموات کو ہدیہ دو۔ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اموات کے لئے ہدیہ کیا ہے؟فرمایا :صدقہ اور دُعا۔آپؐ نے فرمایا :ہر جمعہ کو مومنین کی ارواح اپنے گھروں اور رہائشگاہوں کے سامنے آسمان کی طرف آتی ہیں اور اُن میں سے ہر ایک غمگین اور روتی ہوئی آواز میں کہتے ہیں : اے میرے خاندان والوں،اے میرے بچو،اے میرے باپ، اے میری ماں،اے میرے رشتہ داروں!اللہ آپ پر رحم فرمائے ہم سے مہربانی کرو اُس کے ذریعہ جو کل ہمارے ہاتھ میں تھا، اُس کا گھاٹا اور حساب تو ہم پر ہے اور اُس کا فائدہ دوسروں کے لیے ہے۔اُن میں سے ہر ایک اپنے رشتہ داروں کو پُکار کر کہتے

ہیں۔کسی درہم یا روٹی یا کپڑے سے ہم پر مہربانی کرو اللہ آپ کو جنت کے لباس سے ڈھانپے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ رونے لگے۔ بہت زیادہ رونے کی وجہ سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بات نہیں کر سکتے تھے۔ پھر آپ ؐ نے فرمایا: یہ آپ کے دینی بھائی ہیں سرور و آسودگی کے بعد ان کے جسم مٹی اور ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں۔ اپنی جانوں کے گھاٹے اور محرومی پر پُکار رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں :اے کاش جو ہمارے ہاتھ میں تھا اُسے ہم اللہ کی اطاعت اور رضا میں خرچ کرتے تو آج ہم تمہارے محتاج نہ ہوتے۔ پس وہ ارواح حسرت و ندامت کے ساتھ پلٹ جاتی ہیں اور پُکار کر کہتی ہیں :اموات کے لیے صدقہ دینے میں جلدی کرو۔[1]

شیخ عباس قمّی اعلی اللہ مقامہ اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

جب کسی میت کے لیے کوئی صدقہ دیا جاتا ہے تو ایک فرشتہ چمکتے ہوئے نور کے ایک برتن میں رکھتا ہے جس کی روشنی ساتویں آسمان تک جا رہی ہوتی ہے۔ پھر قبرستان کے کنارے کھڑے ہو کر آواز دیتا ہے اے قبروں والو آپ پر سلام ہو۔ آپ کے عزیزوں نے آپ کے لیے ہدیہ بھیجا ہے۔میت اُس ہدیہ کو لیتا ہے اور قبر میں چلا جاتا ہے اور اس کی قبر کے اطراف

---

[1] منازل الاخرۃ، شیخ عباس قمی، ص ۱۶۲۔

اس کے لیے وسیع ہو جاتے ہیں۔

ان احادیث سے مرحومین کی محتاجی، اُن کی حسرت اور صدقے کی منفعت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ زندگی میں جو کچھ ہے اُسے اللہ کی اطاعت وخوشنودی میں خود خرچ کرو کسی پر نہ چھوڑو۔ جب آپ اپنا مال اپنے لیے خرچ نہیں کر سکے تو کوئی دوسرا آپ کے لیے کیا خرچ کرے گا۔

صدقات میں سے جتنا کوئی صدقہ لوگوں کے لیے زیادہ مفید ہوگا اتنا میت کو فائدہ زیادہ ہوگا۔ کسی پیاسے کے لیے پانی کا اہتمام کرنا، کسی یتیم کے لیے کھانے کا بندوبست کرنا، قرآن مجید و دینی کتابیں شائع کرنا اور لوگوں تک پہنچانا، مجالس امام حسین علیہ السلام منعقد کرنا، کسی بے گھر کو چھت مہیا کرنا، کسی غریب کی شادی کا وسیلہ بن جانا، مسجد و مدرسہ کی تعمیراتی کرانا۔ صدقے کے درجنوں ذریعے ہیں خلوصِ نیت سے خدا کی راہ میں جو خرچ کرے جس کا دوسرے انسان کو فائدہ ہو وہ میت کے لیے مفید ہے۔ مرحومین کی نیابت میں حج وزیارات بجالانے اور وہاں اُن کے لئے طلبِ مغفرت کی بزرگان نے تاکید کی ہے۔ یہ صدقات ہر مرحوم کے لیے ادا کرنے چاہیں خاص کر والدین کے لیے بہت اہمیت ہے۔

اعمالِ خیر وطلبِ مغفرت

میت کی نیابت میں کوئی اچھا کام کرنا یا کوئی اچھا کام کرکے اُس کا ثواب میت کو پہنچانا میت کے لیے بہت مفید ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل ہے:

مَنْ عَمِلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ مَيِّتٍ عَمَلًا صَالِحًا

اَضۡعَفَ لَہٗ اَجۡرُہٗ وَ نَفَعَ اللّٰہُ بِہِ الۡمَیِّتَ۔

جومسلمان کسی میت کی طرف سے نیک عمل انجام دیتا ہے اُس کا اجر کئی گناہ بڑھ جاتا ہے اور اللہ اس عمل سے میت کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔[1]

میت کے لئے استغفار کو بہت اہمیت دی گئی ہے اس سے استغفار کرنے والے کو بھی ثواب ملتا ہے اور میت کی بخشش کا ذریعہ بھی بنتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے لیے، اپنے والدین کے لیے اور دوسرے مومنین کے لیے دُعائیں قرآن مجید میں موجود ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا ہے :

﴿رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنۡ دَخَلَ بَیۡتِیَ مُؤۡمِنًا وَّ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنٰتِ﴾

میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو اور جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہو اور تمام مومنین ومومنات کو معاف فرما۔[2]

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اپنی غلطیوں کا احساس کرتے ہیں تو باپ سے گزارش کرتے ہیں کہ ہمارے لیے اللہ سے طلبِ مغفرت کریں۔

﴿یٰۤاَبَانَا اسۡتَغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَاۤ اِنَّا کُنَّا خٰطِئِیۡنَ﴾

---

[1] من لایحضرہ الفقیہ، ج۱، ص۱۱۷۔

[2] سورۂ نوح، آیہ۲۸:۔

اے ابا! ہمارے گناہوں کی مغفرت کے لیے دُعا کیجیے، ہم ہی خطا کار تھے۔[۱]

میت کے عزیز واقارب خاص کر مرحومین کی وہ غلطیاں اور خطائیں معاف کر دیں جو اُس سے اُن کے حق میں ہوئیں۔ حضرت ابوذرؓ کے بارے نقل کرتے ہیں کہ بیٹے کی وفات پر دُعا کی۔

پروردگارا میرے جو حقوق اِس پر فرض تھے وہ میں نے معاف فرما دیے۔ تیرے جو حقوق اِس کے ذمّہ تھے تو اُنہیں معاف کر دے تو تو جود وکرم میں مجھ سے زیادہ سخی ہے۔[۲]

امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہے :

اِنَّ الْمَيِّتَ لَيَفْرَحُ بِالتَّرَحُّمِ عَلَيْهِ وَالْاِسْتِغْفَارِ لَهٗ، كَمَا يَفْرَحُ الْحَيُّ بِالْهَدِيَّةِ تُهْدٰى اِلَيْهِ۔

میت طلبِ رحمت واستغفار پر ایسے ہی خوش ہوتا ہے جیسے زندہ شخص کسی ہدیہ کے ملنے پر خوش ہوتا ہے۔[۳]

---

[۱] سورۂ یوسف، آیہ ۹۷۔

[۲] تسلیۃ الفواد، ص ۶۲۔

[۳] من لایحضرہ الفقیہ، ج ۱، ص ۵۹۔

زیارتِ قبور

ہر دور میں علماء نے انبیاء وآئمہ علیہم السّلام اور اولیاءؑ وعلماء ومومنین کی قبروں کی زیارت کو موعظہ وعبرت اور آخرت کی یاد اور دُنیا پرستی سے نجات کا ذریعہ قرار دیا اور اسے باعث ثواب شمار کیا ہے۔ اسی طرح عام مومنین کی قبروں کی زیارت پر خصوصیت سے زور دیا گیا اور اِس زیارت سے مرحومین کے خوش ہونے کا ذکر کیا۔ قبر پر بیٹھ کر قرآن یا سورتیں پڑھتے وقت قبلہ رُخ بیٹھا جائے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی ماں کی قبر پر جانا اور آئمہ معصومین علیہم السّلام وحضرت زہراء علیہا السّلام کا قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جانا تاریخ کا ایک مسلمہ حصّہ ہے۔ حضرت زہراء علیہا السّلام نے دُنیا سے رحلت کے وقت امیر المومنین علیہ السّلام سے وصیت کی تھی کہ میری قبر پر آنا اور قرآن کی تلاوت فرمانا۔

شیخ عباس قمی نے مفاتیح الجنان میں نقل کیا ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام نے عمر بن عثمان رازی سے فرمایا:

> اگر تم ہماری زیارت کو نہ آسکو تو نیک مومنین اور ہمارے دوستوں کی زیارت کرلیا کرو تمہیں زیارت کا ثواب ملے گا اور اگر کوئی ہمارے ساتھ نیکی اور اچھے سلوک پر قادر نہ ہو تو مومنین اور ہمارے دوستوں سے نیکی وحسنِ سلوک کرے تو ہمارے ساتھ نیکی کرنے کا ثواب ملے گا۔

امام علی رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جو شخص کسی مومن بھائی کی قبر پر آئے اور قبر پر ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ ﴿اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ﴾ پڑھے تو خداوندِ عالم اُسے روزِ محشر کے خوف

سے مطمئن رکھے گا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے:

زُوْرُوْا مَوْتَاکُمْ، فَاِنَّھُمْ یَفْرَحُوْنَ بِزِیَارَتِکُمْ، وَلْیَطْلُبْ اَحَدُکُمْ حَاجَتَہٗ عِنْدَ قَبْرِ اَبِیْہِ وَ قَبْرِ اُمِّہٖ بِمَا یَدْعُوْا لَکُمْ۔

اپنے مرحومین کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ آپ کی زیارت سے خوش ہوتے ہیں اور آپ ماں باپ کی قبر پر اپنی حاجات طلب کریں وہ آپ کے لیے دُعا کرتے ہیں۔[1]

محمد بن مسلم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ قبر کی زیارت کے وقت کیا کہنا چاہیے؟ فرمایا: کہو۔

اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جُنُوْبِھِمْ وَ صَاعِدْ اِلَیْکَ اَرْوَاحُھُمْ۔ وَ لَقِّھِمْ مِنْکَ رِضْوَانًا وَاَسْکِنْ اِلَیْھِمْ مِنْ رَحْمَتِکَ مَا تَصِلُ بِہٖ وَاحْدَتُھُمْ وَ تُوْنِسُ بِہٖ وَحْشَتَھُمْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔

یا اللہ اِن کے پہلوؤں سے زمین کشادہ فرما۔ ان کی روحوں کو اپنے حضور میں بلندی عطا فرما۔ اور اپنی رضا عطا فرما اور ان پر اپنی رحمت کو نازل کر دے جس سے اس کی تنہائی دوران کی وحشت میں مانوسیت کی فضا قائم ہو۔ بلاشبہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

قبرستان میں جانے کا وقت معین تو نہیں کیا گیا مختلف اوقات و ایام میں جانے کی

---

[1] وسائل الشیعہ، ج ۲، ص ۸۷۸۔

روایات موجود ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جمعہ کے دن والدین کی قبر پر جانے کا ثواب بیان کیا گیا ہے۔ جمعرات کی شام کو جانا بھی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ قبرستان میں جا کر پڑھنے کی بہت سی دُعائیں بیان ہوئی ہیں۔ اختصار کے مد نظر امیر المومنین علیہ السلام کا ایک سلام درج کرنے پر ختم کرتے ہیں۔ صفین سے پلٹتے ہوئے کوفہ سے باہر قبرستان پر نظر پڑی تو فرمایا:

وَ قَدْ رَجَعَ مِنْ صِفِّيْنَ، فَاَشْرَفَ عَلَى الْقُبُوْرِ بِظَاهِرِ الْكُوْفَةِ:

يَآ اَهْلَ الدِّيَارِ الْمُوْحِشَةِ، وَ الْمَحَالِّ الْمُقْفِرَةِ، وَ الْقُبُوْرِ الْمُظْلِمَةِ. يَآ اَهْلَ التُّرْبَةِ، يَآ اَهْلَ الْغُرْبَةِ، يَآ اَهْلَ الْوَحْدَةِ، يَآ اَهْلَ الْوَحْشَةِ، اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ سَابِقٌ، وَ نَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ لَّاحِقٌ. اَمَّا الدُّوْرُ فَقَدْ سُكِنَتْ، وَ اَمَّا الْاَزْوَاجُ فَقَدْ نُكِحَتْ، وَ اَمَّا الْاَمْوَالُ فَقَدْ قُسِمَتْ. هٰذَا خَبَرُ مَا عِنْدَنَا، فَمَا خَبَرُ مَا عِنْدَكُمْ؟.

ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ :اَمَا لَوْ اُذِنَ لَهُمْ فِي الْكَلَامِ لَاَخْبَرُوْكُمْ :اَنَّ ﴿خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾.

صفین سے پلٹتے ہوئے کوفہ سے باہر قبرستان پر نظر پڑی تو فرمایا:

اے وحشت افزا گھروں، اجڑے مکانوں اور اندھیری قبروں

کے رہنے والو! اے خاک نشینو! اے عالم غربت کے ساکنوں، اے تنہائی اور الجھن میں بسر کرنے والو! تم تیز رو ہو جو ہم سے آگے بڑھ گئے ہو اور ہم تمہارے نقش قدم پر چل کر تم سے ملا چاہتے ہیں۔ اب صورت یہ ہے کہ گھروں میں دوسرے بس گئے ہیں، بیویوں سے اوروں نے نکاح کر لیے ہیں اور تمہارا مال واسباب تقسیم ہو چکا ہے۔ یہ تو ہمارے یہاں کی خبر ہے، اب تمہارے یہاں کی کیا خبر ہے؟

(پھر حضرتؑ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا) اگر انہیں بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ تو یہ تمہیں بتائیں گے کہ بہترین زادراہ تقویٰ ہے۔[1]

اس سلام میں زندگی کی حقیقتیں واضح کردی گئی ہیں اور آخرت کی زندگی کی ضرورتیں بھی روشن ہو گئی ہیں۔

خاتمہ

احکام وحقوق اموات کے بیان کے بعد ہمیں یہ بات سمجھ آ گئی ہو گی جس کے بارے میں امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا الدُّنْيَا دَارُ مَجَازٍ، وَ الْآخِرَةُ دَارُ قَرَارٍ، فَخُذُوا مِنْ مَمَرِّكُمْ لِمَقَرِّكُمْ، وَ لَا تَهْتِكُوا

[1] [نہج البلاغہ، افکار، حکمت ۱۳۰]

اَسْتَارَكُمْ عِنْدَ مَنْ يَّعْلَمُ اَسْرَارَكُمْ، وَ اَخْرِجُوْا مِنَ الدُّنْيَا قُلُوْبَكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَخْرُجَ مِنْهَآ اَبْدَانُكُمْ، فَفِيْهَا اخْتُبِرْتُمْ، وَلِغَيْرِهَا خُلِقْتُمْ۔

اے لوگو! یہ دنیا گذر گاہ ہے اور آخرت جائے قرار۔ اس راہ گزر سے اپنی منزل کے لیے توشہ اٹھالو۔ جس کے سامنے تمہارا کوئی بھید چھپا نہیں رہ سکتا، اس کے سامنے اپنے پردے چاک نہ کرو، قبل اس کے کہ تمہارے جسم دنیا سے الگ کردیئے جائیں اپنے دل اس سے ہٹالو۔ اس دنیا میں تمہیں جانچا جا رہا ہے لیکن تمہیں پیدا دوسری جگہ کے لیے کیا گیا ہے۔[1]

اِنَّ الْمَرْءَ اِذَا هَلَكَ قَالَ النَّاسُ :مَا تَرَكَ؟ وَ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ :مَا قَدَّمَ؟ لِلّٰهِ اٰبَاؤُكُمْ! فَقَدِّمُوْا بَعْضًا يَّكُنْ لَّكُمْ قَرْضًا، وَلَا تُخَلِّفُوْا كُلًّا فَيَكُوْنَ عَلَيْكُمْ كَلًّا۔

جب کوئی انسان مرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کیا چھوڑ گیا ہے؟ اور فرشتے کہتے ہیں کہ اس نے آگے کے لیے کیا سر و سامان کیا ہے؟ خدا تمہارا بھلا کرے! کچھ آگے کے لیے بھی بھیجو کہ وہ تمہارے لئے ایک طرح سے (اللہ کے ذمہ) قرضہ ہو گا۔ سب کا سب پیچھے نہ چھوڑ جاؤ کہ وہ تمہارے لئے بوجھ ہو گا۔[2]

---

[1] [نہج البلاغہ، افکار، خطبہ ۲۰۱]

[2] [نہج البلاغہ، افکار، خطبہ ۲۰۱]

اگر دنیا سے چلے جانے والوں کے احکام سے اپنے چلے جانے کا یقین ہو گیا ہے تو آئیں اپنے کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر اُنہیں اِسۡمَعۡ اِفۡهَمۡ کے بعد اپنا نام لے کر ہلائیں اور اپنی زندگی میں اپنے لیے تلقین پڑھ لیں۔ حقوقِ اموات کے لیے ہر مقام پر قرآن پڑھنے کے ثواب کو جان لیا تو اپنی زندگی میں اپنے لیے ایک ختم قرآن کر لیں۔ اپنی تلقین اور اپنے لیے ختم قرآن کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام کی دُعا کو بھی اپنے لیے پڑھ لیں شاید کسی اور کو ہمارے لئے دُعا کرنے کا وقت نہ ملے۔

وَانۡصِبِ الۡمَوۡتَ بَيۡنَ اَيۡدِيۡنَا نَصۡبًا، وَلَا تَجۡعَلۡ ذِكۡرَنَا لَهٗ غِبًّا، وَاجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ صَالِحِ الۡاَعۡمَالِ عَمَلًا نَسۡتَبۡطِئُ مَعَهُ الۡمَصِيۡرَ اِلَيۡكَ، وَنَحۡرِصُ لَهٗ عَلٰى وَشۡكِ اللِّحَاقِ بِكَ حَتّٰى يَكُوۡنَ الۡمَوۡتُ مَاۡنَسَنَا الَّذِيۡ نَاۡنَسُ بِهٖ، وَمَاۡلَفَنَا الَّذِيۡ نَشۡتَاقُ اِلَيۡهِ، وَحَامَّتَنَا الَّتِيۡ نُحِبُّ الدُّنُوَّ مِنۡهَا۔

فَاِذَا اَوۡرَدۡتَّهٗ عَلَيۡنَا، وَاَنۡزَلۡتَهٗ بِنَا فَاَسۡعِدۡنَا بِهٖ زَائِرًا، وَاٰنِسۡنَا بِهٖ قَادِمًا، وَلَا تُشۡقِنَا بِضِيَافَتِهٖ، وَلَا تُخۡزِنَا بِزِيَارَتِهٖ، وَاجۡعَلۡهُ بَابًا مِّنۡ اَبۡوَابِ مَغۡفِرَتِكَ، وَمِفۡتَاحًا مِّنۡ مَفَاتِيۡحِ رَحۡمَتِكَ۔

اور موت کو ہمارا نصب العین قرار دے اور کسی دن بھی ہمیں اس کی یاد سے خالی نہ رہنے دے اور نیک اعمال میں سے ہمیں ایسے عمل خیر کی توفیق دے جس کے ہوتے ہوئے ہم تیری جانب بازگشت میں دیری محسوس کریں اور جلد سے جلد تیری

بارگاہ میں حاضر ہونے کے آرزومند ہوں ۔اس حد تک کہ موت ہمارے انس کی منزل ہوجائے جس سے ہم جی لگائیں اور الفت کی جگہ بن جائے جس کے ہم مشتاق ہوں اور ایسی عزیز ہو جس کے قرب کو ہم پسند کریں۔

جب تو اسے ہم پر وارد کرے اور ہم پر لا اتارے تو اس کی ملاقات کے ذریعہ ہمیں سعادت مند بنایا اور جب وہ آئے تو ہمیں اس سے مانوس کرنا اور اس کی مہمانی سے ہمیں بد بخت نہ قرار دینا اور نہ اس کی ملاقات سے ہم کو رسوا کرنا۔اور اسے اپنی مغفرت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ اور رحمت کی کنجیوں میں سے ایک کلید قرار دے۔[1]

دُعا

نہج البلاغہ میں مالک اشتر کے نام طویل خط کے اختتام میں امیرالمومنین علیہ السلام مالک اشتر کے لیے دُعا کرتے ہیں۔اُسی دُعا پر ہم بھی تحریر ختم کرتے ہیں۔

وَ اَنْ یَّخْتِمَ لِیْ وَ لَکَ بِالسَّعَادَةِ وَ الشَّهَادَةِ، وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رَاغِبُوْنَ۔

اور یہ کہ میرا اور تمہارا خاتمہ سعادت وشہادت پر ہو۔بے شک ہمیں اسی کی طرف پلٹنا ہے۔[2]

---

[1] [صحیفہ کاملہ، افکار، دُعا ۴۰، ص ۳۵۹]

[2] [نہج البلاغہ، افکار، خط ۵۳، ص ۷۸۸]